REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO. R.N. 61/57.

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ   نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ   وَعَلٰی عَبْدِہِ الْمَسِیْحِ الْمَوْعُوْدِ

POSTAL REGISTRATION NO. P/GDP-23.

جلد ۴۳   شمارہ ۳۹

وَلَقَدْ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّۃٌ

ہفت روزہ بدر قادیان

ایڈیٹر:- مُنیر احمد خادم

نائبین:- قریشی محمد فضل اللہ، محمد نسیم خان

شرح چندہ
سالانہ ۱۰۰ روپے
بیرونی ممالک:
بذریعہ ہوائی ڈاک:- ۲۰ پاؤنڈ یا ۴۰ ڈالر امریکن
بذریعہ بحری ڈاک:- دس پاؤنڈ یا ۲۰ ڈالر امریکن

THE WEEKLY "BADR" QADIAN-143516

ہفت روزہ بدر قادیان - ۱۴۳۵۱۶

۲۲ ربیع الثانی ۱۴۱۵ھ   ۲۹ تبوک ۱۳۷۳ ہش   ۲۹ ستمبر ۱۹۹۴ء

اخبارِ احمدیہ

لندن ۲۳ ستمبر (ایم۔ٹی۔اے) - سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ان دنوں بیرونی ممالک کے تبلیغی و تربیتی دورہ پر تشریف لے گئے ہیں۔ حضور انور کے دورہ کی کامیابی اور سفر و حضر میں خیر و عافیت کے لئے احباب جماعت دُعائیں جاری رکھیں۔ اللہ تعالیٰ ہر آن حضور پُرنور کا حامی و ناصر ہو۔ صحت و سلامتی والی لمبی عمر عطا فرمائے۔ اور خصوصی حفاظت و تائید و نصرت فرمائے۔

ایم۔ٹی۔اے۔ پر حضور کا خطبہ نہ آنے کی وجہ سے اس اشاعت میں خلاصہ خطبہ جمعہ درج نہیں کیا جاسکا

—:•:—

اوصافِ قرآنِ کریم

نورِ فرقاں ہے جو سب نوروں سے اَجلیٰ نکلا
پاک وہ جس سے یہ انوار کا دریا نکلا

حق کی توحید کا مُرجھا ہی چلا تھا پودا
ناگہاں غیب سے یہ چشمۂ اصفیٰ نکلا

یا الٰہی تیرا فُرقاں ہے کہ اِک عالَم ہے
جو ضروری تھا وہ سب اس میں مُہیّا نکلا

سب جہاں چھان چُکے ساری دکانیں دیکھیں
مئے عرفاں کا یہی ایک ہی شیشہ نکلا

زندگی ایسوں کی کیا خاک ہے اِس دُنیا میں
جن کا اِس نور کے ہوتے بھی دِل اعمیٰ نکلا

(منقول از براہین احمدیہ حصہ سوم صفحہ ۲۷۴ مطبوعہ سنہ ۱۸۸۲ء)

انسان کا کام یہ ہے کہ تمام قُویٰ اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرڈالے

ارشاداتِ عالیہ سیّدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام

"آج کل یہ حالت ہے کہ رات کے وقت جس کی زبان پر ایک لفظ جاری ہُوا وہ سمجھتا ہے کہ مَیں مُلہَم ہوگیا اور اس پر فخر کرنے لگتا ہے اور اپنے نفس کی حالت کو نہیں دیکھتا کہ وہ کیسی ہے۔ سارے قرآن شریف کو پڑھ کر دیکھو اس میں یہ کہیں نہیں لکھا کہ کسی شخص پر خدا تعالیٰ اس واسطے خوش ہُوا کہ اس پر الہام ہوتا تھا۔ بلکہ انبیاء کی تعریف خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں اس وجہ سے کی ہے کہ انہوں نے خدا تعالیٰ کے حضور میں صدق اور وفا کا کمال دکھایا۔ اور اعمالِ صالحہ بجالائے اور حقوق اللہ اور حقوق العباد کو ادا کیا۔ یہ ایک نہایت مکروہ طریق ہے جو ایک خواب پر انسان فخر کرتا ہے یہ ایک زہرناک غلطی ہے۔ یہ باتیں انسان کے واسطے ناز کے لائق نہیں۔

انسان کا تو یہ کام ہے کہ اپنے تمام قُویٰ اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرڈالے۔ خدا تعالیٰ کے تمام حکموں پر عمل کرے تب وہ خدا تعالیٰ کا ولی ہوگا۔ بغیر دلیل کے کوئی دعویٰ نہیں مانا جاسکتا۔ بغیر دلیل کے تو پیغمبر بھی نہیں مانے جاتے۔ حضرت موسیٰ ؑ نے بھی اللہ تعالیٰ سے عرض کی تھی کہ مجھے کوئی دلیل دی جاوے جو کہ مَیں دُنیا کے آگے پیش کروں۔"

(بدر ۲۸ - نومبر سنہ ۱۹۰۷ء)

پاکستان - جہاں ہر روز انسانی قدروں کے جنازے اُٹھ رہے ہیں!

گزشتہ ہفتے ہم سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۶ ستمبر ۱۹۹۴ء کے حوالے سے پاکستان کی راجدھانی راولپنڈی میں احمدیہ مسجد کی المناک شہادت کی اطلاع اپنے قارئین کو دے چکے ہیں۔ اب مرتبہ اس مسجد کے متعلق کچھ مزید معلومات آپ کی خدمت میں پیش کر رہے ہیں۔

راولپنڈی کی یہ مسجد جو محلہ راجہ سلطان میں قائم تھی گزشتہ چالیس سال سے احمدیوں کی ملکیت ہے۔ جو باقاعدہ رجسٹری شدہ زمین پر مکمل حقوقِ مالکانہ کے ساتھ تعمیر کی گئی تھی۔ یہاں مسجد کے ساتھ ساتھ ریڈنگ روم اور دیگر رہائشی حصے بھی تھے۔ جماعتی ضروریات کے پیشِ نظر جماعت کی انتظامیہ نے مسجد کی توسیع کا فیصلہ کیا۔ جس کا نقشہ شہر کے ترقیاتی ادارے آر۔ڈی۔اے (راولپنڈی ڈیویلپمنٹ اتھارٹی) نے منظور بھی کرلیا۔

دوسری طرف جب "مجلس تحفظِ ختم نبوّت" کے "مسلمان" مولویوں کو پتہ لگا تو روزنامہ "جنگ" لنڈن ۳۰ جولائی ۱۹۹۴ء کی خبر کے مطابق انہوں نے "قادیانی کمپلکس روکنے کے لئے کفن پوش دستے قائم کرلئے"۔ اور دُوسری طرف مقامی عدالت میں یہ درخواست دی کہ چونکہ احمدیوں کو مسجد بنانے کا حق نہیں ہے اس لئے یہ جگہ ان (مُلّاؤں) کے حوالے کردی جائے۔ چنانچہ روزنامہ جنگ لنڈن ۲ اگست ۱۹۹۴ء کی خبر کے مطابق:

"سول جج و مجسٹریٹ سیکشن ۳۰ علی دستگیر سید نے راولپنڈی میں تعمیر کئے جانے والے قادیانی کمپلکس کی تعمیر کو فوری بند کرنے کا حکم دیا۔ اور کہا ہے کہ جب تک عدالت اس مقدمہ کا فیصلہ نہیں سُناتی یہ تعمیر بند رہے گی"۔

اس فیصلہ کے بعد بھی اگر "تحفظِ ختم نبوّت" والے مولوی رُک جاتے تو بہتر تھا۔ لیکن انہوں نے روز روز کے جلوسوں اور ہنگاموں میں بالآخر ایک دِن سر پر کفن باندھ کر خدا کے گھر کو شہید کردیا۔

اس تمام واقعہ میں کئی عجیب اور محیّر العقول پہلو ہیں جن سے پاکستان کی حکومت پاکستان کی عدلیہ اور پاکستانی مولویوں کے "اسلامی مزاج" پر روشنی پڑتی ہے۔

● — ایک فرقہ نے اپنی خرید کردہ زمین

(باقی صفحہ ۱۱ پر)

منیر احمد حافظ آبادی ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے فضلِ عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر۔ نگران بورڈ بدر قادیان۔

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

ہفت روزہ بدر قادیان
مورخہ ۲۹ر تبوک ۱۳۷۳ ہش

قاہرہ کی بین الاقوامی آبادی کانفرنس

(۲)

جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ کثیر آبادی کے نتیجہ میں بھکمری اور افلاس پیدا ہو رہا ہے تو صرف اور صرف آبادی کو ہی پیشِ نظر رکھ کر یہ کہنا ناقابلِ قبول ہے۔ اس کے لئے اور بھی بہت سے عوامل ذمہ دار ہیں۔ جن میں تقسیم کے اصولوں میں عدمِ توازن، صلاحیتوں کو بروئے کار لانے کا فقدان اور وسائل کے استعمال میں کم ہمتی کے رجحانات کا بہت بڑا دخل ہے۔ اس لحاظ سے مستقبل میں رزق کے نہ ہونے یا کم ہو جانے کے اندیشوں کو ذہن میں پال کر بین الاقوامی یا ملکی سطح پر ضبطِ تولید کی مہم کو مبالغہ آرائی کی سطح تک چلانا نہایت غلط ہوگا۔ قرآن مجید اس تعلق میں قتلِ اولاد کی سختی سے نہی کرتا ہے۔ ارشادِ ربانی ہے کہ اے لوگو! تم اپنی اولاد کو ملک میں قحط پڑ جانے کے اندیشوں سے قتل کر دینے کی تہمت نہ چلایا کرو۔ بس تم خدا کی اس سرزمین سے زیادہ سے زیادہ رزق کی تلاش کرو۔ اور اگر کوشش کروگے تو یاد رکھو کہ ہم ہی تم کو بھی رزق دے رہے ہیں اور آنے والی نسلوں کو بھی ہم ہی رزق دیں گے۔ اس ارشادِ خداوندی میں جہاں اولاد کی عدمِ تربیت کو بھی قتلِ اولاد قرار دیا گیا ہے مثلاً چھوٹی عمر میں بچوں سے ملازمت کرانا، ان کی پڑھائی لکھائی اور کھانے پینے کی عمر کو نظر انداز کر کے انہیں مزدوریاں کرنے پر مجبور کرنا، اگرچہ یہ بھی قتلِ اولاد ہے لیکن ساتھ ہی آج کے اس ترقی یافتہ دور کے اس رجحان کی طرف بھی اشارہ ہے کہ غربت کے نتیجہ میں بعض دفعہ ماں باپ بچوں سمیت خودکشی کر لیتے ہیں۔ اور پھر اگر رحم میں الٹراساؤنڈ وغیرہ آلہ جات سے بچی کی پیدائش کے متعلق رپورٹ ملے تو بچی کو قتل کروا دیتے ہیں۔ اور مرد اور عورت کی مردم شماری کے موجودہ اعداد و شمار اس حقیقت کی طرف بھی اشارہ کرتے ہیں کہ اس طریق پر لڑکیوں کے قتل کے نتیجہ میں دنیا میں مردوں اور عورتوں کی پیدائش کے توازن میں بھی بگاڑ آ رہا ہے۔ علاوہ اس کے یہ پہلو بھی نظر انداز کئے جانے کے قابل نہیں کہ ضبطِ تولید کے نام پر جو ادویہ عورتوں کو استعمال کروائی جاتی ہیں وہ عورت کی صحت کے لئے سخت نقصان دہ ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ترقی یافتہ ممالک میں وہ اکثر دوائیں استعمال نہیں کی جاتیں بلکہ ان کے استعمال پر پابندی ہے۔ اور مغرب کی دواساز کمپنیاں ان ادویہ کو صرف غریب ممالک کے لئے تیار کرتی ہیں اور غریب ممالک بلا دھڑک ان کو استعمال کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ قاہرہ کانفرنس کے موقع پر بعض تنظیموں نے ان ادویہ پر پابندی لگائے جانے کے لئے مظاہرے کئے تھے۔ اس لحاظ سے یہ امر نہایت ضروری ہے کہ اگر ضبطِ تولید کی خاطر مجبور عورتوں کے لئے ادویہ تیار کی جائیں تو وہ کسی بھی صورت میں صحت کے اعتبار سے نقصان دہ نہیں ہونی چاہئیں۔ ان سب باتوں کے ساتھ ساتھ آج کے دور کی ایک نحوست یہ بھی ہے کہ جن جدید طریقوں کے ذریعہ ضبطِ تولید کو عمل میں لایا جاتا ہے اگرچہ ان سے ضبطِ تولید کے سلسلہ میں فائدہ تو ہوتا ہے لیکن فحاشی کی طرف رجحان زیادہ ہو رہا ہے۔ نوجوان لڑکے اور لڑکیاں شادی سے پہلے ہی کنڈوم کے استعمال سے بچہ کی پیدائش سے تو بچ جاتے ہیں لیکن معاشرے میں سخت قسم کی فحاشی اور بے حیائی کے بیج بوتے رہتے ہیں۔ اور اگر استعمال نہ کریں تو متعدد مرتبہ اسقاطِ حمل کے نتیجہ میں شادی سے پہلے ہی لڑکیاں اپنے رحم کو اس قدر کمزور کر لیتی ہیں کہ پھر پیدا ہونے والا بچہ اور اس کی ماں طرح طرح کے عوارض میں مبتلا رہتے ہیں۔ دراصل اس کی وجہ یہی ہے کہ نوعمری میں ہی بچوں کو نہ صرف سیکس کی تعلیم دی جاتی ہے بلکہ اس تعلق میں عمل کی حد تک ان کی حوصلہ افزائی کی جاتی ہے۔ یہ کہاں کی عقلمندی ہے کہ ہم اپنے نوعمر بچوں کے سامنے ٹیلی ویژن وغیرہ کے پروگراموں میں ضبطِ تولید کی اشیاء اور ان کے استعمال کی وضاحت کرنا شروع کر دیں اور وہ پھر اپنی علیحدگی میں ان چیزوں کے استعمال سے اپنی زندگیوں کو تباہ کر لیں۔ حالانکہ ہم روزانہ دیکھتے ہیں کہ قدرت کا یہ اصول ہے کہ وہ بچے کی پیدائش پر اس کی ماں کی چھاتیوں سے اس کے مناسبِ حال نہایت نرم اور لطیف غذا کی فراہمی کرتی ہے۔ اور اگر کوئی بے وقوف بچے کے پیدا ہوتے ہی اس کے منہ میں چنے کے دانے یا گندم کی روٹی کے ٹکڑے ٹھونسنے لگے تو معصوم بچے کا جو حشر ہوگا وہ ہر ایک پر ظاہر ہے۔ قدرت کا یہی اصول زندگی کے ہر دور اور ہر شعبہ میں کارفرما ہے۔ اس لحاظ سے ہماری حکومت کو اور ضبطِ تولید کے بین الاقوامی اداروں کو اس بارہ میں غور کرنا چاہیئے کہ کیا وقت سے قبل ہی پرائمری یا مڈل کی سطح تک کے بچوں کی نصابی کتب میں بھی اس مضمون کو داخل کرنا مناسب ہوگا؟ اور کیا ٹیلی ویژن پر اس تعلق میں کھول کر اشتہار بازی چھوٹے بچوں کے لئے مہلک نہ ہوگی؟

پس خلاصہ یہی ہے کہ اسلام کے نزدیک ضبطِ تولید کی اگر اجازت ہے تو اخلاق کے دائروں میں رہتے ہوئے صرف اور صرف شادی شدہ جوڑے کا انفرادی حق ہے کہ وہ ماں اور بچے کی صحت، بچوں کی صحیح نشوونما اور تربیت کے سلسلہ میں ان کے وسائل کی وسعت کے پیشِ نظر خود ذاتی طور پر محسوس کر کے بچوں کی پیدائش میں وقفوں کا فیصلہ کریں۔ اور جیسا کہ اوپر ذکر کیا جا چکا ہے کہ چار سال کا وقفہ تو ایک فطری وقفہ ہے۔ اور اس کے اوپر ہر جوڑے کے اپنے مخصوص حالات ہیں۔ ہمارے ملک میں جب سے میاں بیوی ہر دو ملازمتوں کی طرف لپکنے لگے ہیں وہ اپنے بچوں کی از خود نگہداشت نہیں کر سکتے۔ اس لحاظ سے بھی ایسے جوڑے جو کاروباری مصروفیتوں یا ملازمتوں سے منسلک ہوں انہیں ایک بچے اور دوسرے بچے کے درمیان اس حد تک وقفہ کو بڑھانا چاہیئے جب تک پہلا بچہ کم از کم اتنے شعور کو نہ پہنچ جائے کہ وہ کھانے پینے اور رہنے سہنے کے اعتبار سے اپنے آپ کو سنبھال سکے۔ اور ماں باپ کی محبتوں کے جائز حق کو حاصل کر لے۔ بصورتِ دیگر ایسی اولاد زندگی بھر کے لئے احساسِ کمتری اور جسمانی و ذہنی عدمِ تربیت کا شکار رہتی ہیں۔

علاوہ اس کے وہ جوڑے جو اگرچہ ملازمتوں میں تو نہیں لیکن مثلاً عورت اکثر بیمار رہتی ہے، اس کی صحت اسے بچہ کو پیدا کرنے اور پیدا کرنے کے بعد اسے صحیح پرورش و نگہداشت کرنے کی اجازت نہیں دیتی تو ایسے جوڑوں کو بھی لازمی طور پر سوچنا ہوگا کہ وہ کتنے وقفوں کے بعد بچوں کو پیدا کریں تاکہ خدا کی دی ہوئی اس امانت کی صحیح دیکھ بھال کر سکیں۔ ایسی صورت میں تو اگر کسی عورت کے حمل ٹھہر جائے اور ڈاکٹر اس کی جان کو خطرہ بتائیں تو اسقاطِ حمل کی بھی اجازت ہوگی۔

لیکن ان تمام سہولیات اور بچوں کی پیدائش سے متعلق مذکورہ احتیاطوں سے وہی جوڑے فائدہ اٹھا سکتے ہیں جو پڑھے لکھے ہوں۔ اور جو اپنی جہالت اور بے علمی کی وجہ سے کٹھ ملاؤں اور تعصب کے پھندوں میں جکڑے ہوئے ہوں وہ بھلا اس بارہ میں کہاں سوچ سکتے ہیں۔ پس ضروری ہے کہ ہم ملک میں تعلیم کو عام کریں۔ خاص طور پر عورتوں کی تعلیم کی طرف توجہ نہایت ضروری ہے۔ یہ تعلیم کے نہ ہونے کا ہی نتیجہ ہے کہ بغیر صحت کا خیال رکھے عورت ہر سال بچہ جنتی ہے۔ ایک بچہ پیٹ میں، ایک اس کے پستانوں کے ساتھ اور تیسرا ماں کی انگلی پکڑے ہوئے ماں کی طرف للچائی ہوئی نظروں سے دیکھتا ہے کہ کب وہ اس کو اپنی گود میں اٹھالے۔ لیکن ایسی صورت میں عموماً ہوتا یہ ہے کہ صحت کے اعتبار سے کمزور اور چڑچڑے مزاج والی ایسی ماں انگلی پکڑے ہوئے بچے کی ضد کو نہ سمجھ کر اکثر اس کو اپنی ناراض نظروں سے دیکھتی ہے۔ اور بعض دفعہ اس کو تھپڑ بھی رسید کر دیتی ہے۔ ماں تو خیر برداشت بھی کر لیتی ہے لیکن یہ بڑا بچہ باپ کی غضب آلود نگاہوں سے ہمیشہ سہما سہما رہتا ہے اور اگر کہیں لڑکی ہو تو پھر تو اس کا خدا ہی حافظ۔

(باقی دیکھئے ص۱۱ پر)

ارشادِ نبوی ﷺ
اَطِعْ اَبَاکَ
(اپنے باپ کی اطاعت کر)
(منجانب)
یکے از اراکین جماعتِ احمدیہ بمبئی

طالبانِ دعا:-
آٹو ٹریڈرز
AUTO TRADERS
۱۶۔ مینگولین کلکتہ ۔ ۷۰۰۰۰۱

روایتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ
شریف جیولرز
اقصیٰ روڈ ۔ ربوہ ۔ پاکستان
PHONE:- 04524 - 649.
پروپرائیٹر:-
حنیف احمد کامران
حاجی شریف احمد

قسط نمبر ۲ (آخری)

احمدی خواتین کی عظیم الشان قربانیوں کی دلگداز داستان

"وہ زمین پر چلنے والی ایسی تھیں کہ آسمان پر کہکشاں کی طرح ان کے قدموں کے نشانات ہمیشہ تاریخ میں روشن رہیں گے۔"

جلسہ سالانہ یوکے کے دوسرے روز ۳۰ جولائی ۹۴ء کے جلسہ مستورات سے حضور ایدہ اللہ کا خطاب

حضور نے خطاب کو جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ محترمہ صفیہ صدیقہ صاحبہ اہلیہ چوہدری منظور احمد صاحب شہید لکھتی ہیں کہ جون ۱۹۷۴ء میں جب حالات خراب ہوئے تو پولیس میرے بیٹے مقصود احمد کو ایک مولوی کے کہنے پر دکان سے گرفتار کر کے لے گئی اور حوالات میں بند کر دیا۔ اگلے دن جلوس نے گھروں پر حملہ کر دیا۔ عورتوں کو ایک احمدی کے گھر جو بظاہر محفوظ تھا پہنچا دیا گیا۔ شام تک ہمیں گھر کی کوئی خبر نہ ملی بعض لوگوں نے بتایا کہ ہمارے گھروں کو جلوس نے آگ لگا دی ہے اور وہاں پر موجود تمام افراد زخمی ہو گئے ہیں۔

دشمنوں کو علم ہو گیا کہ یہ بے سہارا عورتیں اس گھر میں (جہاں ہم نے پناہ لی تھی) چھپی ہوئی ہیں اس گھر پر بھی حملے کا خطرہ بڑھ گیا۔ ہم رات کے اندھیرے میں وہاں سے نکل کر راہوالی چلی گئیں اس وقت ہمیں کچھ علم نہ تھا کہ ہمارے پیاروں سے کیا بیتی ہے اگر وہ زخمی ہیں تو کہاں ہیں۔

اس دن شام کو جب ایک ٹرک چھ شہیدوں کو لے کر راہوالی پہنچا تو اس وقت ہمیں پتہ چلا کہ ہمارے پیارے تو شہید ہو چکے ہیں اور ان کی لاشیں اس ٹرک میں موجود ہیں چونکہ جلوس ٹرک کے پیچھے تھا نہ جانے وہ ان لاشوں سے مزید کیا سلوک کرنا چاہتے تھے انہیں پہلے ہی ڈنڈے اور پتھر مار مار کر شہید کر دیا گیا تھا۔ ٹرک جلد واپس چلا گیا۔

میں اور میری بیٹی انیسہ اپنے پیاروں کے آخری دیدار سے محروم رہے ہم ان کے چہرے کبھی نہ دیکھ سکے۔ میرے خاوند چوہدری منظور احمد میرا خوب صورت اور پاک طینت لخت جگر محمود احمد اور بیٹی کا جوان سہاگ میرا پیارا داماد سعید احمد اپنے حقیقی محبوب کے حضور حاضر ہو گئے یہ لمحے قیامت کے لمحے تھے، غم کا پہاڑ ہم پر آن پڑا تھا یہ تین تو اللہ کو پیارے ہو گئے چھوٹا بیٹا شدید زخمی تھا۔ بڑا بیٹا حوالات میں بند تھا اور اسے کچھ معلوم نہ تھا کہ اس کا باپ، چھوٹا بھائی اور بہنوئی تو شہید ہو چکے تھے اور ان کی ماں، بہن نہ جانے کس حال میں ہے۔ بس اللہ نے ہی صبر عطا کیا اور استقامت بخشی۔

حضور نے فرمایا صفیہ صدیقہ صاحبہ اپنے بیٹے کی شہادت کا واقعہ بیان کرتے ہوئے لکھتی ہیں کہ یکم جون کو جلوس سول لائنز سے ہمارے گھروں اور مسجد پر حملہ آور تھا اس کے ساتھ جو پولیس تھی اس کا ایک سپاہی راہوالی کا رہنے والا تھا اس نے ہمیں بتایا کہ میں بہت سی جائے حادثات پر گیا ہوں۔ میں نے ذاتی مفاد کی خاطر اور دس روپے کی خاطر ایک دوسرے کی جان لیتے ہوئے سڑک پر نشے غفلت اور لاپرواہی کے نتیجہ میں گاڑیاں چلانے والوں کو مارتے اور مرتے دیکھا ہے۔ لیکن یکم جون کو سول لائنز میں ایک گھر کی چھت پر جو منظر میں نے دیکھا وہ آج سے چودہ سو سال پہلے صرف تاریخ اسلام میں پڑھنے کو ملا تھا کہ کس طرح صحابہؓ اسلام پر اپنی جان نثار کرتے تھے۔ اس سپاہی نے کہا کہ میں اس لڑکے کو بھلا نہ سکوں گا جس کی عمر بمشکل سترہ اٹھارہ برس ہو گی۔ سفید رنگ، لمبا قد اس کے ہاتھ میں بندوق تھی (یہ حلیہ آپ کے بیٹے محمود احمد طاہر کا تھا) ہمارے ایک ساتھی نے جاتے ہی اس کے ہاتھ پر ڈنڈا مار کر بندوق چھین لی۔ جلوس اس لڑکے پہ تشدد کر رہا تھا جلوس میں سے کسی نے کہا مسلمان ہو جاؤ اور کلمہ پڑھو تو اس نے کہا۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ میں سچا احمدی ہوں۔ مسلمان ہوں۔ جلوس میں سے کسی نے کہا مرزا کو گالیاں دو اس لڑکے نے اپنے سر پر ہاتھ مارتے ہوئے کہا۔ میں نے کبھی گالی دی ہے اور نہ سنی ہے اور تم مجھے اس ہستی کو گالیاں دینے کے بارے میں کہہ رہے ہو جو اس جان سے کبھی پیارا ہے اور ساتھ ہی اس نے مسیح موعود زندہ باد اور احمدیت زندہ باد کا نعرہ لگایا۔ نعرہ لگانے کی دیر تھی کہ جلوس نے اس لڑکے کو چھت پر سے اٹھا کر نیچے پھینک دیا اینٹوں اور پتھروں کی بارش تو پہلے ہی ہو رہی تھی۔ مزید چھت پر سے پردے کی جالیاں توڑ کر اس پر پھینکیں اور اس لڑکے نے میرے سامنے اپنی جان نثار کر دی۔

محترمہ صفیہ صاحبہ اہلیہ چوہدری منظور احمد صاحب شہید اپنے شہید بیٹے سے متعلق لکھتی ہیں کہ میرا بیٹا محمود نہایت خوبصورت، خوب سیرت اور پاک طینت تھا۔ وہ بچپن سے ہی سب کا ہمدرد اور ہر کسی کے دکھ درد میں کام آنے والا تھا۔ بچپن سے ہی پانچ وقت کی نماز مسجد میں جا کر ادا کرتا۔ باپ کی طرح با غیرت اور تبلیغ کا دھنی تھا۔ جس دن اس کے ایف اے کے امتحان ختم ہوئے تو مجھ سے کہنے لگا کہ امی دعا کریں میں اعلیٰ نمبروں سے کامیاب ہو جاؤں تاکہ فوج میں کمیشن حاصل کر سکوں۔ اس پر میں نے کہا کہ تم جیسے بہادر اور جوشیلے جوان کی تو جماعت کو بہت ضرورت ہے تو کہنے لگا کہ میں فوج میں رہتے ہوئے بھی تبلیغ سے ہرگز غافل نہیں رہوں گا کیا آپ نہیں چاہتیں کہ میں وطن کی خدمت کروں؟ اور قادیان بھی تو ہم نے واپس لینا ہے اگر میں شہید ہو گیا تو آپ شہید کی ماں کہلوائیں گی اور اگر فتحیاب لوٹا تو غازی کی۔

حضور نے ایک اور واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ مکرمہ رشیدہ بیگم صاحبہ بیان کرتی ہیں کہ میرے شوہر قریشی محمود احمد صاحب شہید کو شہادت کا شوق تھا۔ ۱۹۷۴ء میں احمدیت کی مخالفت زوروں پر تھی مگر آپ نے ہر موقع پر ثابت قدمی کا مظاہرہ کیا۔ یہ مخالفت کم ہونے کی بجائے بڑھتی گئی اور آپ کے ماموں زاد بھائی مقبول احمد کو فروری ۱۹۸۲ء میں پنو عاقل میں شہید کر دیا گیا۔ جب اپنے بھائی کو بہشتی مقبرہ میں قبر میں اتار رہے تھے تو کہا اے مقبول یہ رتبہ خوش نصیبوں کو حاصل ہوتا ہے کاش مجھے بھی یہ رتبہ حاصل ہو اور میں بھی یہاں پر آؤں۔ ربوہ سے واپسی پر وہاں کی پولیس نے آپ سے کہا کہ آپ اپنی زمینیں فروخت کر کے کہیں اور چلے

جائیں کیونکہ پہلے ہی آپ کے رشتہ دار بھائی کو شہید کیا جا چکا ہے ہم مولویوں کی وجہ سے مجبور ہیں اور ہم کچھ نہیں کرسکتے۔ آپ نے کہا کہ احمدیت کی مخالفت تو ہر جگہ ہے اور دشمن ہر جگہ موجود ہے۔ اگر شہادت مجھے ملنی ہے تو یہ کہیں پر بھی مل سکتی ہے۔

آپ کے چار بیٹے اور چھ بیٹیاں ہیں۔ وہ بیٹے سکول جاتے تو مولویوں کے کہنے پر ان کو کچھ لڑکے پتھر مارتے اور گالیاں دیتے اور سکول کے اساتذہ بھی مذہبی مخالفت کی بناء پر زیادہ سختی کرتے۔ ان حالات میں تعلیم حاصل کرنا بہت مشکل تھا۔ اکثر گروہوں کی شکل میں لڑکے آتے اور گھروں پہ فائر کرتے۔ دشمن چھپ کر کھیتوں کا پانی بند کر دیتے۔ کھیتوں کو آگ لگا دیتے یا کاٹ کر لے جاتے تاکہ ان کا ذریعہ معاش ان پر تنگ کیا جائے اور وہ احمدیت کو چھوڑ جائیں لیکن ان کو ناکامی کا منہ دیکھنا پڑتا اس ناکامی پر وہ مخالفت میں بہت بھڑک اٹھتے۔

ایک رات دروازہ کھٹکنے پر جیٹھ کا بیٹا سعید باہر گیا جب دیر تک واپس نہ آیا تو آپ کے شوہر قریشی محمود احمد باہر گئے دیکھا کہ دو آدمی لوہے کی موٹی سلاخ سے سعید کو مار رہے ہیں انہی لوگوں کو قریشی صاحب کو شہید کرنے کے لئے بھیجا گیا تھا۔ ایک طرف گندم کاٹ کر رکھی ہوئی تھی اس کو مولویوں کے آدمیوں نے آگ لگا دی۔ مولوی بازار میں لوگوں کو بھڑکاتے کہ محمود قادیانی کو قتل کرنا واجب الثواب ہے۔ پھر ساتھ ہی کہتے کہ دیکھو قادیانی کتنے ڈھیٹ ہیں ہم انہیں اتنا زیادہ تنگ کرتے ہیں مگر یہ قادیانی اپنے دین کی خاطر مرتے جاتے ہیں اور مذہب نہیں چھوڑتے۔

مولوی بازار میں لوگوں کو بھڑکاتے کہ محمود قادیانی کو قتل کرنا واجب الثواب ہے پھر ساتھ ہی کہتے کہ دیکھو قادیانی کتنے ڈھیٹ ہیں ہم انہیں اتنا زیادہ تنگ کرتے ہیں مگر یہ قادیانی اپنے دین کی خاطر مرجاتے ہیں اور مذہب نہیں چھوڑتے۔

آپ بیان کرتی ہیں کہ میرے شوہر نے دین کی خاطر مرنا قبول کیا مگر دین کو دنیا پر ہمیشہ مقدم رکھا آخر رمضان کا مہینہ آگیا مخالفت زوروں پر تھی۔ مولوی مساجد میں غلیظ زبان استعمال کرتے جب انہوں نے سب حربے آزمالئے اور انہیں سخت ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا تو آخر ایک رات وہ اپنے ناپاک ارادوں میں کامیاب ہوگئے۔ ۲۹ر جولائی ۱۹۸۵ء کی شام سات بجے جب ایک ہندو دوست کے کام کے لئے باہر جانے لگے تو آپ کی اہلیہ نے کہا کہ واپسی پر راستہ بدل لیا کریں کیونکہ دشمن تاک میں رہتے ہیں۔ آپ نے کہا کہ جو رات مجھ پر قبر میں آنی ہے وہ باہر نہیں آسکتی جب تک میری زندگی خدا نے لکھی ہے وہ مجھے نقصان نہیں پہنچا سکتے۔

ایک دن ایک دوست کو ملنے گئے آپ کا چودہ سال بیٹا بھی ساتھ تھا واپسی پر تین آدمیوں نے اچانک ایک گلی سے نکل کر آپ پر حملہ کر دیا اور فائر کرکے آپ کو شہید کر دیا آپ بتاتی ہیں کہ بچیوں کا سر فخر سے بلند ہو جاتا ہے کہ ہمارے والد نے شہادت کا رتبہ حاصل کیا ہے ورنہ موت تو ایک اٹل حقیقت ہے جس کو کوئی بھی ٹال نہیں سکتا۔

حضور نے ان دردناک واقعات کا تذکرہ کرتے ہوئے بتایا کہ رخسانہ طارق صاحبہ جولائی ۱۹۸۶ء میں عید کے دن شہید ہوئیں رخسانہ کے والد صاحب بتاتے ہیں کہ شادی سے چند دن قبل اس نے ایک خواب دیکھی کہ میں اپنے کمرے میں بیٹھی ہوں اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز تشریف لائے ہیں اور کمرہ سے باہر کی طرف کفر کی کے راستے میرے سر پر ہاتھ پھیرا ہے جیسے بزرگ بچوں سے پیار کرتے ہیں۔" یہ خواب بیان کرکے وہ بہت خوش ہوتی تھی۔

رخسانہ کے شوہر لکھتے ہیں کہ ایک عجیب بات میں نے رخسانہ میں دیکھی، وہ شادی کے چند دن بعد ہی اپنا جہیز بانٹنے لگی۔ مجھ سے اجازت لے کر سامان غریب لڑکیوں کے جہیز میں دینا شروع

کر دیا۔ پوچھنے پر کہنے لگی میں نے اپنی امی جان سے کہا تھا کہ مجھے صرف دو چارپائی وغیرہ دے دیں۔ زندگی ایسی ہی فانی چیز ہے کیا بھروسہ ہے۔ جتنی بھی غریبوں کی خدمت کروں مجھے راحت نصیب ہوتی ہے طارق صاحب بتاتے ہیں کہ غریبوں کی خدمت کرکے اس کے چہرے پر اتنی خوشی ہوتی تھی کہ جیسے سورج نکل آیا ہو۔

جولائی ۸۶ء میں وہ عید کا دن تھا۔ رخسانہ نے عید پر جانے کا ارادہ ظاہر کیا۔ طارق کے بڑے بھائی رجو کہ غیر احمدی تھا نے مخالفت کی اور ڈانٹ کر منع کر دیا۔ وہ طارق سے کہنے لگی ہم ربوہ چلے جاتے ہیں اور وہاں اپنا گھر بنا لیتے ہیں۔ یہ پابندی اس پر بہت گراں تھی۔ پھر وہ پرانے کپڑوں میں ہی عید کی نماز پر گئی حالانکہ شادی کے بعد یہ اس کی پہلی عید تھی۔

عید کی نماز میں وہ بہت روئی اور گھر واپس آتے ہوئے بہت خوش تھی۔ سب کے لئے ناشتہ تیار کیا۔ ان کے خاوند بتاتے ہیں کہ میں حیران تھا کہ آج اتنی خوش کیوں ہے وہ گھر میں سب کو خوشی خوشی ملی۔ ہمیں کیا معلوم تھا کہ یہ اس کے آخری لمحات ہیں۔ طارق کا بڑا بھائی گھر آیا رخسانہ پر گولی چلائی اور وہ شہید ہوگئی۔

طارق صاحب کہتے ہیں کہ مجھے اکثر کہا کرتی تھی کہ جب میں اللہ کو پیاری ہو جاؤں تو مجھے پہاڑوں کے قریب دفن کرنا۔ چنانچہ ربوہ کے پہاڑوں کے دامن میں ہی دفن ہوئیں۔

محترمہ شمیم اختر صاحبہ اہلیہ مقبول احمد صاحب شہید بیان کرتی ہیں کہ میرے شوہر مقبول احمد صاحب نے ۱۹۶۷ء میں بیعت کی تھی احمدیت قبول کرنے کے بعد مولوی آپ کو بہت تنگ کرتے تھے اور دھمکیاں دیتے تھے رات کو گھر میں پتھر وغیرہ پھینکتے اور دروازے کھٹکھٹاتے تھے آپ کا لکڑی کا آرا تھا ایک دن ایک نقاب پوش شخص لکڑی خریدنے کے بہانے آیا اور خنجر نکال کر آپ پر پے در پے وار کئے اور آپ کو شہید کر دیا۔

شوہر کی شہادت کے بعد سسرال والوں نے کہا کہ احمدیت کو چھوڑ دو تو ہم تمہیں پناہ دیں گے۔ دشمن بھی دھمکیاں دیتے تھے کہ احمدیت کو چھوڑ دو اور ہمارے ساتھ مل جاؤ ہم تمہیں سینے سے لگائیں گے لیکن آپ نے ان کی سب باتوں کو رد کر دیا اور کسی قیمت پر احمدیت کو چھوڑنا گوارا نہ کیا جس کی خاطر آپ کے شوہر نے جان دی تھی آپ اس کے لئے ہر قربانی کے لئے تیار تھیں۔

مکرمہ مریم سلطانہ صاحبہ اہلیہ ڈاکٹر محمد احمد خان صاحب بیان کرتی ہیں کہ میں اپنے خاوند اور چار بچوں کے ساتھ ضلع کوہاٹ کے علاقہ ٹل میں مقیم تھی اس علاقہ میں کوئی احمدی گھرانہ نہ تھا۔ ۱۹۵۳ء کے فسادات میں وہاں مخالفت کی آگ بہت بھڑک اٹھی مخالفین میرے خاوند کو دھوکہ سے کہ لے گئے اور غیر علاقہ میں لے جا کر شہید کر دیا جب آپ کو شہادت کی خبر ملی تو ارد گرد کوئی بھی آپ کا دوست نہ تھا سب مخالف تھے۔ آپ نے آپ کو دلاسا دیا اور ہمت کرکے اور بچوں کو خدا کے سپرد کرکے اپنے میاں کی لاش لینے نکل کھڑی ہوئی۔ جس قسم کے حالات تھے لاش کا ملنا ممکن نہ تھا۔ آپ لاش تلاش کرتی پھرتی رہیں اور شہر کے لوگ ان کے شوہر کے قتل پر خوشیاں منا رہے تھے آپ نے صبر کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑا کوئی آپ کے غم میں آپ کا ساتھی نہ تھا۔

آخر آپ نے نعش حاصل کر لی اور ٹرک کا انتظام کیا نعش کو ٹرک میں رکھ کر چاروں بچوں کو لے کر ربوہ کے لئے روانہ ہوگئیں۔ آپ سسکیوں اور آہوں اور زیر لب دعائیں کرتی رہیں (باقی صفحہ ۹ پر)

خطبہ جمعہ

سب سے زیادہ ناموس رسولؐ کی محافظ اور علمبردار تمام دنیا میں جماعت احمدیہ ہے۔
جھوٹے ہیں جو کہتے ہیں کہ جماعت تو ناموس نہیں کرتی ہم ناموس کے علمبردار ہیں۔

خطبہ جمعہ فرمودہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
بتاریخ ۱۵ جولائی ۱۹۹۴ء مطابق ۱۵ وفا ۱۳۷۳ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له. وأشهد أن محمدًا عبده ورسوله. أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم. ﴿بسم الله الرحمٰن الرحيم. الحمد لله رب العٰلمين. الرحمٰن الرحيم. مٰلك يوم الدين. إياك نعبد وإياك نستعين. اهدنا الصراط المستقيم. صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين.﴾

مَثَلُ الَّذِیْنَ حُمِّلُوا التَّوْرٰىةَ ثُمَّ لَمْ یَحْمِلُوْهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ یَحْمِلُ اَسْفَارًا ؕ بِئْسَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِیْنَ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِ اللّٰهِ ؕ وَ اللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ ۝
قُلْ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ هَادُوْۤا اِنْ زَعَمْتُمْ اَنَّكُمْ اَوْلِیَآءُ لِلّٰهِ مِنْ دُوْنِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ۝
وَ لَا یَتَمَنَّوْنَهٗۤ اَبَدًۢا بِمَا قَدَّمَتْ اَیْدِیْهِمْ ؕ وَ اللّٰهُ عَلِیْمٌۢ بِالظّٰلِمِیْنَ ۝
قُلْ اِنَّ الْمَوْتَ الَّذِیْ تَفِرُّوْنَ مِنْهُ فَاِنَّهٗ مُلٰقِیْكُمْ ثُمَّ تُرَدُّوْنَ اِلٰى عٰلِمِ الْغَیْبِ وَ الشَّهَادَةِ فَیُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ (سورہ جمعہ۔ آیات ۶-۹)

یہ سورہ جمعہ کی آیات ۶ تا ۹ ہیں جن کی میں نے تلاوت کی ہے اس مضمون پر مزید کچھ کہنے سے پہلے بعض اعلانات ہیں۔ لجنہ اماء اللہ و ناصرات الاحمدیہ جرمنی کا سولھواں سالانہ اجتماع کل ۱۶ جولائی بروز ہفتہ سے شروع ہو رہا ہے اور ۱۷ جولائی تک جاری رہے گا (میں نے کہا تھا بعض اعلانات۔ دراصل ایک ہی ہے اس کے علاوہ اور کوئی اجتماع کی اطلاع مجھ تک نہیں پہنچی پہلے چونکہ زیادہ ہوا کرتے تھے اس لئے عادتاً منہ سے بعض اعلانات نکل گیا)۔ تو لجنہ اماء اللہ کے اور ناصرات کے اس اجتماع میں دوست ان کو دعا میں یاد رکھیں اللہ ان اجتماعات کو بابرکت فرمائے اور ہر پہلو سے ایسی برکتیں عطا فرمائے جو دائمی رہنے والی ہوں اجتماع کے دنوں کے ساتھ ختم نہ ہو جائیں۔

جن آیات کی میں نے تلاوت کی ہے ان کا مضمون بہت ہی دلچسپ اور گہرا اور عبرتناک ہے۔ پہلے بھی بارہا اس آیت کی تلاوت کے حوالے سے مذہبی قوموں کے اس ادبار کا ذکر کر چکا ہوں جب وہ اپنی تعلیمی ذمہ داریوں کو بھلا دیتی ہیں۔ قرآن کریم نے جو نقشہ کھینچا ہے اس کے دو پہلو ہیں جو ایک دوسرے کے بعد نظر کے سامنے ابھرتے ہیں پہلا یہ ہے کہ وہ تمام لوگ جو اہل کتاب ہیں وہ تمام تر اس آیت کے مضمون کے مخاطب بنتے ہیں۔ ”مثل الذین حملوا التوراۃ“ یعنی تورات صرف یہود کے علماء اور ربانیین کے لئے تو نازل نہیں ہوئی تھی بلکہ ان تمام کی خاطر نازل کی گئی تھی جنہوں نے موسیٰ کو قبول کیا اور اس پر ایمان لانے کے نتیجے میں اس کی شریعت کے پابند ٹھہرے۔ پس قرآن کریم فرماتا ہے کہ وہ تمام اہل کتاب جن کو تورات سب کو عطا کی گئی تھی لیکن پھر اس کتاب کا بوجھ انہوں نے اٹھانا ترک کر دیا یعنی اس کی پابندیوں سے بری الذمہ ہو گئے اور آزاد ہو گئے۔ ان کی مثال ایک ایسے گدھے کی سی ہے جس پر کتابوں کا بوجھ ڈالا جائے اور کتابوں کا بوجھ جب گدھے پہ ڈالا جاتا ہے تو دو طرح کے واقعات رونما ہوتے ہیں یعنی طبعی نتیجے دو ظاہر ہوتے ہیں۔ اول یہ کہ گدھے کو کچھ پتہ نہیں کہ اس کے اوپر کیا لدا ہوا ہے اور اس کی بلا سے جب یہ بوجھ اترے تو وہ فرحت محسوس کرتا ہے، فراغت محسوس کرتا ہے کہ شکر ہے اس مصیبت سے چھٹکارا ملا۔ چونکہ وہ جانتا نہیں کہ اس بوجھ کی قیمت کیا ہے اس لئے اس کے نزدیک اس کی کوئی بھی قدر نہیں ہوتی اور ایسی کامل مثال ہے کہ ہر پہلو سے کامل طور پر ان مذہبی قوموں پر چسپاں ہوتی ہے جن کو اللہ تعالیٰ ایک نعمت عطا کرتا ہے پھر وہ خود اس نعمت کو سمجھنے کے اہل نہیں رہتے اور جب وہ نعمت اس لائق نہیں ٹھہرتی کہ وہ اس سے استفادہ کریں، اس سے پیار محبت بڑھائیں، اس نعمت کے نتیجے میں خود بھی فیض اٹھائیں اور دنیا کو بھی فیض پہنچائیں تو ایک محض ایسا بوجھ ہے جیسا گدھے کے اوپر کتابوں کا بار ہو اور پھر وہ لازماً اسے اتار پھینکتے ہیں ”ثم لم یحملوھا“ میں یہی مضمون ہے جو بیان ہوا ہے۔ پھر انہوں نے اس کو نہیں اٹھایا۔ جیسے گدھے بھی جب کتابیں ڈالی جاتی ہیں تو ہمیشہ پھر کتابیں اپنی کمر پر اٹھائے ہوئے اسی کے ساتھ تو نہیں سویا کرتے اور اسی کے ساتھ تو نہیں زندگی گذارتے۔ جب منزل پہ پہنچے ان کتابوں کا بوجھ اتارا اور فارغ ہو گئے۔

آج کل عالم میں اسلام کے تصور انصاف کو پیش کرنے کی ذمہ داری جماعت احمدیہ کے سپرد ہے

دوسرا پہلو اس کا علماء ہیں جو بائبل کے علماء خصوصیت کے ساتھ اس آیت کے پیش نظر ہیں ایک طرف تو قرآن کریم فرما رہا ہے کہ انہوں نے بوجھ اتار دیا دوسری طرف مثال دے رہا ہے کہ گدھے ہیں جنہوں نے بوجھ اٹھایا ہوا ہے تو اس دوسرے پہلو پر جب ہم نظر ڈالتے ہیں تو علماء کا نقشہ سامنے آتا ہے جنہوں نے بوجھ نہیں اتارا بلکہ اس بوجھ کو اٹھائے پھرتے ہیں۔ اور اعلان یہ کرتے ہیں کہ ہم ہی اس بوجھ کے کلیۃً ضامن اور مالک بن بیٹھے ہیں۔ ہم سے ہی جو آنا چاہے تعلیم حاصل کرے۔ ہم ہی مذہب کی کلیۃً اجارہ داری حاصل کر چکے ہیں ہم مذہب کی نمائندگی اختیار کر چکے ہیں۔ پس جس نے کچھ علم سیکھنا ہے ہم سے آکے سیکھے۔ تو مذہبی کتابوں کا اجارہ دار بن جانا جب تنزل کے دور میں علماء کے سپرد ہو جاتا ہے تو اس وقت کا نقشہ ہے جو بہت ہی خوبصورت الفاظ میں کھینچا گیا ہے۔ قوم کا فرض تھا ان میں سے ہر فرد تورات کی تعلیم کو سمجھتا اس پر عمل کرتا اور اس کا نگران اور محافظ بننے کی کوشش کرتا۔ اس صورت میں تورات کی تعلیم ان کی نگران ہو جاتی اور ان کی حفاظت کرتی۔ لیکن قوم نے بحیثیت قوم اس تعلیم کی ناقدری کی، اس سے پیٹھ پھیر لی اور اپنے گلوں سے یہ بوجھ اتار دیا اور پھر کیا ہوا؟ پھر یہ بوجھ گدھوں پر آ پڑا۔ ان گدھوں پر جو اس کو سمجھنے کی اہلیت ہی نہیں رکھتے۔ اور امر واقعہ یہ ہے کہ جب قوم ایک چیز کی ناقدری کرتی ہے تو عموماً وہ چیز اس حصے کے سپرد کی جاتی ہے جسے اپنے میں سے کمتر سمجھتی ہے اور یہی واقعہ ہمیشہ امتوں میں گذرا ہے اور یہی ہوتا رہے گا کہ جب کوئی قوم الٰہی پیغامات کی ناقدری کرتی ہے تو قوم کا وہ حصہ اس کو اٹھاتا ہے جو قوم کے نزدیک بے حیثیت اور ذلیل ہوتا ہے۔ لیکن رفتہ رفتہ چونکہ وہ اس پیغام کے اجارہ دار بن جاتے ہیں اس پیغام کی برکت سے اور قوم کی جاہلیت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے وہ ایک قسم کی سرداری بھی اختیار کر جاتے ہیں لیکن ان کی اپنی حالت ان گدھوں کی سی ہے جن پر کتابوں کے بوجھ لادے گئے ہوں ان کو کچھ پتہ نہ ہو کیا اٹھایا ہوا ہے۔ تو گدھے کا اگر مرکب گدھا ہونے کا کوئی مضمون ہے تو وہ یہاں بیان ہوا ہے جیسے جہل مرکب کہتے ہیں ایک تو پہلے ہی گدھے تھے جن پر بوجھ ڈالا گیا۔ اوپر سے کوئی عقل فہم نہیں کچھ پتہ نہیں کہ ہے کیا اور ان کو قوم سردار بنا بیٹھتی ہے۔ پس کیسی رسوا کن سزا ہے خدا کے پیغام کی بے حرمتی کرنے کی۔ اس سے زیادہ ذلیل سزا کسی قوم کو نہیں دی جا سکتی کہ جس پیغام کو انہوں نے در خور اعتناء ہی نہیں سمجھا تھا وہ سمجھتے تھے اس لائق نہیں ہے کہ ہم اس پر توجہ کریں، اسے پڑھیں، اس پر عمل کریں، اٹھا کر قوم کے اس حصے کے سپرد کر دیا جو ان کے نزدیک ادنیٰ اور معمولی حیثیت کے لوگ تھے پھر خدا کی تقدیر نے ان کو ہی ان کا مذہبی سردار بنا دیا اور ایسے مذہبی سردار جو پہلے ہی بے حیثیت ہوں اوپر سے عقل نہ ہو کہ خدائی پیغام کو سمجھ سکیں وہ قوم کے لئے سب سے بڑی لعنت بن جاتے ہیں۔ یہ تمام مذہبی تاریخ کا خلاصہ ہے جو اہل کتاب کے حوالے سے قرآن کریم کی اس آیت کریمہ نے ہم پر کھول دیا ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ”بئس مثل القوم الذین کذبوا بآیت اللہ“ ان بدنصیبوں کی مثال بہت ہی بری ہے جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی آیات کو جھٹلا دیا ”واللہ لا یھدی القوم الظلمین“ اور اللہ ظالموں کی قوم کو ہدایت نہیں دیتا۔ اس کا اس پہلے مضمون سے کیا تعلق ہے؟ پہلے جس قوم کا ذکر ہے اس نے تکذیب تو نہیں کی اس نے تو بوجھ اتارا ہے مگر ایمان قائم رکھا ہے اور کچھ حصے نے بوجھ اٹھایا بھی ہوا ہے خواہ گدھوں کی طرح اٹھایا ہوا نہیں مکذب تو نہیں کہا جاتا۔ حقیقت یہ ہے کہ ایسے لوگ پھر جب بھی انبیاء آتے ہیں ان کی تکذیب کرتے ہیں۔ جن کو مذہب کے فلسفے سے اور اس کی حقیقت سے آگاہی نہ ہو، جو مذہبی پیغام کی عظمت اور مرتبے کو نہ سمجھتے ہوں، ان کے لئے یہ مذہبی پیغام بالکل بے کار اور بے معنی ہو جاتے ہیں اور یہ ایسی قوم تکذیب کے لئے ذہنی اور قلبی اور نفسیاتی ہر لحاظ سے پوری طرح تیار ہوتی ہے۔ پس حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی آمد پر جو واقعہ گذرا دراصل یہ اسی کی طرف اشارہ ہے کہ تورات کی پاک تعلیم تو قوم نے گدھوں کے سپرد کر دی تھی اور گدھے بھی بوجھ کے طور پر اسے اٹھائے پھر رہے ہیں۔ ان کی سرداری میں تم جا چکے ہو تمہیں کیسے ان کی طرف سے ہدایت نصیب ہو سکتی ہے۔ تمہارے تو مقدر میں تکذیب لکھی جا چکی ہے۔ پس اگر تم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو پہچان نہیں سکتے تو تمہاری اس جہالت کا قصور ہے جس کے نتیجے میں تم نے پہلے پیغام کی ناقدری کی تھی اور اس ناقدری کے نتیجے میں یہ جہالت در جہالت کا سلسلہ شروع ہوا۔ لیکن اس کے باوجود تم اللہ کے دوست ہونے کا دعویٰ کرتے ہو۔ کہتے ہو ہمیں اللہ کی حرمت اور عزت کا بڑا پاس ہے ہم اللہ کی خاطر سب کر رہے ہیں یہ دعوے ساتھ ساتھ جاری و ساری ہیں۔ فرمایا اس صورت میں تو صرف ایک ہی علاج ہے کہ تم خدا کے نام پر اپنی سچائی کا

اقرار کرتے ہوئے یہ اعلان کرو کہ اگر ہم حقیقت میں خدا سے محبت کرنے والے نہیں اور خدا کی خاطر یہ بوجھ نہیں اٹھائے ہوئے تو اے خدا ہمیں موت دے دے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وہ کبھی ایسا نہیں کریں گے وہ اپنے دل کی سچائی پر موت کی شرط نہیں لگائیں گے اور خدا سے اس بناء پر موت نہیں مانگیں گے کہ اگر ہم اپنے دعووں میں جھوٹے ہیں تو اے خدا تو ہمیں موت دے دے۔

چنانچہ جب میں نے جماعت احمدیہ کی طرف سے مباہلے کا چیلنج دیا تھا تو آپ کو علم ہے کس طرح مولویوں میں کھلبلی مچ گئی تھی اور افراتفری پڑ گئی تھی لیکن کوئی بھی حقیقت میں شرائط کے ساتھ اس پیغام کو قبول کر کے مباہلے کے لئے سامنے نہ آیا اور ہزار بہانوں اور عذروں سے انہوں نے اس مباہلے کو ٹال دیا۔ مگر مباہلے کی اور بھی قسمیں ہیں۔ لفظ مباہلہ ان پر اطلاق نہیں پاتا۔ یہاں بھی لفظ مباہلہ اس صورت پر اطلاق نہیں پا رہا بلکہ مباہلہ کی وہ رسمی شکل جس کا میں نے بیان کیا تھا وہ قرآن کریم کی دوسری آیات سے تعلق رکھتی ہے لیکن ایک یہ بھی قسم ہے۔

پس میں تمام جماعت احمدیہ کی طرف سے تمام دنیا کے مولویوں کو اس نوع کے مباہلے کی طرف بلاتا ہوں۔ ہم بھی تمام دنیا کے احمدی خدا تعالیٰ کو حاضر ناظر جان کر اس کی قسمیں کھا کر یہ کہتے ہیں کہ ہم جو کاروبار کر رہے ہیں اللہ کی محبت میں کر رہے ہیں اور ہماری تمام توانائی اور ساری طاقت اللہ کی محبت سے پھوٹتی ہے۔ کوئی نفرتیں ہمارے پیش نظر نہیں، کوئی انتقام ہمارے پیش نظر نہیں۔ بنی نوع انسان کی بھلائی ہے تو وہ بھی اللہ ہی کی خاطر ہے اور خدا گواہ ہے کہ اس کے سوا ہمارا اور کوئی مقصد نہیں۔ یہ حلفیہ اعلان تمام دنیا کے احمدی، ایک ایک بچہ میرے ساتھ آج اس وقت کر رہا ہے۔ جو سب دنیا میں اس پیغام کو سن رہا ہے اور دیکھ رہا ہے۔ مولوی بھی یہ اعلان کر دیں کہ ہم جو کچھ کر رہے ہیں محض اللہ کی محبت میں کر رہے ہیں کوئی ذاتی کمینی دشمنیاں، کوئی ذاتی مفادات، کوئی سیاسی مقاصد ہرگز ہمارے پیش نظر نہیں۔ ہم کلیۃً اس سے مبرا ہیں۔ پھر دیکھیں کہ کیا ان کے ساتھ ہو گا۔ لیکن اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

وَلَا يَتَمَنَّوْنَهُ أَبَدًا بِمَا قَدَّمَتْ أَيْدِيهِمْ وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِالظَّالِمِينَ۝

ہم اعلان کرتے ہیں کبھی یہ ایسا نہیں کریں گے۔ کیونکہ جانتے ہیں کہ ان کے اعمال کیا ہیں؟ کیا وہ اپنے آگے بھیج رہے ہیں؟ اپنے کردار سے واقف ہیں۔ اس لئے ان کے لئے ممکن نہیں ہے۔ لیکن ان کو یہ بتا دو کہ قُلْ إِنَّ الْمَوْتَ الَّذِي تَفِرُّونَ مِنْهُ فَإِنَّهُ مُلَاقِيكُمْ کہ اے موت سے بھاگنے والو اور فرار اختیار کرنے والو! یاد رکھو موت سے تم نہیں بھاگ سکتے۔ تمہارے اعلان کے نتیجے میں جلدی آجائے یا تم اپنی اجل مسمی تک پہنچائے جاؤ جو صورت بھی ہو گی تم نے لازماً خدا کے حضور حاضر ہونا ہے پھر کیا ہو گا ثُمَّ تُرَدُّونَ إِلَىٰ عَالِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ اس خدا کے حضور حاضر ہو گے جو غیب کو بھی جانتا ہے اور حاضر کو بھی جانتا ہے فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ۝ تمہیں وہ خوب اچھی طرح سے باخبر کر دے گا ان باتوں سے جو تم کیا کرتے تھے۔

یہ وہ مضمون ہے جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے مذہبی قوموں کے انحطاط کی تاریخ کا خلاصہ ہے لیکن ایسا خلاصہ جو ہر پہلو پر حاوی ہے۔ یہ ادبار کئی طرح سے قوم کو اپنے گھیرے میں لے لیتا ہے آجکل جو آپ آئے دن ایسے ہنگاموں کی باتیں سنتے ہیں جن میں انبیاء کی عصمت اور عزت اور احترام کے نام پر بنائے جانے والے قانون زیر بحث ہیں۔ اور یہ کہا جاتا ہے کہ عصمت انبیاء اور خصوصاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی ہتک اور گستاخی کے نتیجے میں جو موت کی سزا پاکستان میں مقرر کی گئی ہے اس میں کسی قسم کی تبدیلی برداشت نہیں کی جائے گی۔ گویا محض للہ یہ کاروائی تھی اور اس کے خلاف کوئی حرکت، کوئی قانون، کوئی کوشش قابل برداشت نہیں، یہ جو ہنگامہ آرائیاں پاکستان میں ہوتی رہی ہیں اور بنگلہ دیش میں بھی چلائی جا رہی ہیں اور بعض ملکوں میں بھی یہ تحریک اسی طرح آہستہ آہستہ آگے بڑھائی جائے گی۔ میں نے فیصلہ کیا ہے کہ میں اس کے تمام پہلوؤں پر ایک خطبات کے سلسلے میں روشنی ڈالوں۔ متفرق مواقع پر سوال و جواب کی مجالس میں یہ باتیں زیر بحث لائی جا چکی ہیں۔ جب سلمان رشدی کا قصہ ہوا تھا اس وقت بھی جماعت کے موقف کے طور پر میں نے یہ باتیں بیان کی تھیں۔ مگر میں چاہتا ہوں کہ قوم پر حجت تمام کرنے کے لئے ایک دفعہ اس مضمون کے ہر پہلو سے پردہ اٹھا دوں تاکہ بات اتنی کھل جائے کہ کوئی شخص پھر خدا کے حضور یہ عذر نہ پیش کر سکے کہ ہمیں معاملے کی سمجھ نہیں آئی تھی، ہم تو ان باتوں سے واقف نہیں تھے۔

پہلی بات تو میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ جو کچھ ہو رہا ہے اس کا اس آیت کریمہ سے گہرا تعلق ہے وہ قومیں جو ذاتی مذہبی علم نہیں رکھتیں یعنی مذہبی علم سے بے اعتنائی کے نتیجے میں اس علم کی طرف توجہ ہی نہیں رہتی اور عامۃ الناس الگ ہو جاتے ہیں اور مولوی ملانے الگ ہو جاتے ہیں۔ قوم کے دو طبقے بن جاتے ہیں ایک وہ جنہوں نے الٰہی کلام اور پیغام کو بالکل نظر انداز کر دیا ہے اور ذاتی طور پر مذہب کا کوئی علم بھی نہیں رکھتے۔ سوائے معمولی باتوں کے ان کو اور مذہب کی کسی حقیقت کا علم نہیں ہوتا۔ لیکن کچھ ایسے لوگ ہیں جو پھر اس میں سپیشلسٹ کہلاتے ہیں یعنی وہ کہتے ہیں کہ تمام مذہبی اجارے ہماری گردنوں پر ڈالے گئے ہیں، ہم سمجھتے ہیں۔ وہ مذہب کے نمائندہ بن کے [illegible] ہوتے ہیں۔ ایسے لوگ جب مذہب کی نمائندگی میں کچھ بات کہتے ہیں تو قوم کی اکثریت ذاتی طور پر اس [illegible] نہیں رکھتی کہ وہ [illegible] جھوٹ بول رہے ہیں۔ جو بات بیان کرتے ہیں وہ حقیقت میں مذہب کی بات ہے یا محض اپنے نفس کا جھوٹ ہے اپنے نفس کا تعلق ہے اپنی انانیت کے قصے ہیں یا حقیقت میں خدا رسول کی باتیں ہیں یہ تمیز کرنے کی اہلیت ان قوموں میں نہیں رہتی۔ اس کے بعد ان کا مذہب جن کا ان کو علم نہیں ان کے خلاف ہوا بنا کر پیش کیا جاتا ہے اور ڈر دکھا دے یہ لوگ آگے آگے بھاگتے ہیں اور امن کی پناہ گاہیں ڈھونڈتے ہیں کہ کسی طرح اس مصیبت اس بلا سے چھٹکارا ملے۔ لیکن پیچھا کرنے والوں کا اعلیٰ مقصد خدا اور خدا کی محبت نہیں ہوتی جیسا کہ اس آیت کریمہ سے خوب واضح ہو چکا ہے۔ ان کی شرطیں اور قسم کی ہوتی ہیں دنیاوی مفادات سے تعلق رکھتی ہیں، ذاتی انتقامات سے تعلق رکھتی ہیں اور خدا کی محبت کا نہ قصے کے آغاز میں ذکر نہ درمیان میں نہ آخر پر اس سے بالکل بے تعلق باتیں ہوتی ہیں۔

پس ان دنوں میں جو ناموس رسول کے نام پر تحریک چلائی جا رہی ہے اس کے جو مختلف پہلو ہیں وہ میں آپ کے سامنے کھول کر رکھنا چاہتا ہوں۔ یعنی تمام دنیا کے مسلمانوں کے سامنے خصوصیت سے تاکہ وہ ان کو سمجھیں اور کچھ روشنی حاصل کریں۔ ان اندھیروں میں نہ بھٹکتے رہیں جہاں ان کی گذشتہ بے اعتنائیوں نے انہیں جا پہنچایا ہے۔

اول تو یہ بات کھول کر پیش کرنے کے لائق ہے کہ اس تحریک یا اس جیسی تحریکات کے محرکات کیا ہیں؟ کیا یہ سیاسی اغراض کی خاطر اور سیاسی غلبے کی خاطر بعض مولویوں کے بہانے ہیں جو انہوں نے قوم کے سامنے رکھے ہیں یا حقیقت میں ناموس رسول یا ناموس خدا کی خاطر اس کی محبت میں وہ یہ سب تحریکات چلا رہے ہیں؟ یہ غور طلب باتیں ہیں۔ پہلے میں اسی حصے پر کچھ گفتگو کرتا ہوں۔

امر واقعہ یہ ہے کہ کل عالم اسلام میں اس وقت ملائیت اور مسلمان سیاستدانوں کے درمیان ایک جدوجہد جاری ہے اور اس کا نہ ناموس خدا سے کوئی تعلق ہے نہ ناموس رسول سے کوئی تعلق ہے۔ یہ اصطلاحیں اب پاکستان، ہندوستان اور بنگلہ دیش میں گھڑی گئی ہیں ورنہ تاریخ اسلام تو اس سے بہت پہلے سے ہے جب یہ قصے نہ اٹھائے گئے نہ زیر بحث لائے گئے۔ آج بھی جو مصر میں فسادات ہوتے رہتے ہیں اور حکومت اور ملانوں کے درمیان مستقل جدوجہد جاری ہے وہ کس عصمت انبیاء کے نام پر کس کی خاطر ہے!؟ الجیریا میں جو کچھ ہوتا رہا ہے اور ہو رہا ہے اس کا عصمت رسول سے بھلا کیا تعلق ہے!؟ ایران میں ملانوں نے جس نام پر قوم پر غلبہ حاصل کیا اس کا عصمت رسول سے کیا تعلق تھا!؟ سوڈان میں جو کچھ ہوتا رہا اور ہو رہا ہے اس کا عصمت رسول سے کیا تعلق ہے!؟ غرضیکہ تمام عالم اسلام پر آپ نظر ڈالیں ایک لمبی جدوجہد ہے جو ملائیت کی مسلمان سیاست کے خلاف ہے اور وہ جب تک سیاست پر قابض نہ ہو جائیں ان کی دل کی بھڑک ٹھنڈی نہیں ہو سکتی۔ پس یہ محض مختلف بہانوں کے نام رکھے گئے ہیں کہیں اس کا نام عصمت انبیاء رکھ دیا گیا ہے۔ کہیں اس کا نام یہ رکھا گیا ہے کہ یہ ہمارے سیاسی راہنما اسلام کے دشمن اور دنیاوی طاقتوں کے نام پر کھیلنے والے ہیں۔ کہیں امریکہ کے ایجنٹ بنائے گئے۔ کہیں یہودیت کے ایجنٹ بنائے گئے۔ کہیں انگریزوں کے ایجنٹ بنائے گئے۔ بہانوں کے نام مختلف ہیں لیکن بہانے کی غرض سب جگہ ایک ہی ہے کہ ملاں مذہب کے نام پر سیاسی غلبہ حاصل کرنا چاہتا ہے۔ اور وہ سیاست دان جو اس بات کو سمجھتے نہیں اور ملاں کے سامنے انچ انچ کر کے یا چپہ چپہ یا بالشت بالشت یا پھر قدموں اور میلوں میں زمینیں چھوڑتے چلے جا رہے ہیں وہ نہیں جانتے کہ یہ بلا جتنی زیادہ زمین پر قابض ہوتی ہے اتنی زیادہ طاقتور ہوتی چلی جاتی ہے اور پیچھا چھوڑنے کا تو کوئی سوال ہی باقی نہیں۔ آج ایک بہانہ ٹوٹا تو کل دوسرا بہانہ بنے گا۔ کل وہ بہانہ توڑا گیا تو تیسرا بہانہ بنے گا۔ احمدیت کا جھگڑا بظاہر قوم چکا دے گی جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ نوے سالہ مسئلہ حل ہو چکا اور اسے حل ہوئے کتنی مدت گذر چکی ہے۔ ۷۴ء میں کہتے ہیں حل ہوا تھا اور آج ۹۴ء ہے تو بیس سال پہلے جو مسئلہ حل ہو گیا تھا کیا اس مسئلے نے قوم کا پیچھا چھوڑ دیا!؟ اس لئے کہ ملاں وہ بلا ہے جو پیچھا چھوڑنے والی بلا ہی نہیں ہے۔ اس حیثیت کو تم سمجھتے نہیں، تم جانتے نہیں، یعنی سیاستدان جانتے نہیں کہ حقیقت میں یہ سیاستدان کی گردن پر پنجے گاڑنے کے لئے بہانے بنائے گئے ہیں اور ان پنجوں میں یہ گردن زیادہ سے زیادہ جکڑی جا رہی ہے، یہ شکنجہ تنگ ہو رہا ہے۔ پس ان کو اس سے بحث نہیں تھی کہ کسی جگہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی ناموس کی حفاظت ہے یا نہیں ہے۔ یہ الگ مضمون ہے جس کو میں آپ کے سامنے پیش کروں گا کہ سب سے زیادہ ناموس رسول کی محافظ اور علمبردار تمام دنیا میں جماعت احمدیہ ہے اور میں دلائل سے ثابت کر کے دکھاؤں گا کہ جھوٹے ہیں جو کہتے ہیں کہ جماعت تو ناموس نہیں کرتی ہم ناموس کے علمبردار ہیں۔ ان کے اپنے عقیدے کھلم کھلا ان کو جھٹلا رہے ہیں لیکن یہ [illegible] کے حصے سے تعلق رکھنے والی بات ہے۔

پہلی بات تو آپ کو خوب اچھی طرح ذہن نشین کر لینی چاہئے کہ محض سیاست ہے اس کا دین سے کوئی تعلق نہیں اور دین کو ایک بہانہ بنایا گیا ہے اور [illegible] کو اس رنگ میں بہانہ بنایا گیا ہے کہ صاف ثابت ہوتا ہے کہ ان لوگوں کو دین کی ادنیٰ بھی [illegible] نہیں ہے ایک ذرہ بھی شناسائی نہیں ہے ان کے حسب سے تو بالکل ہی جاہل۔ [illegible] نے کتابیں اٹھائے رکھی ہیں جس کو پتہ ہی نہ ہو کہ کتابوں میں ہے کیا۔ بعض اور باتیں تو چھوڑیئے یہی ناموس رسول کے حوالے سے میں آپ پر ثابت کروں گا اور باقاعدہ دلائل کے ساتھ قرآنی حوالوں سے احادیث اور سنت کے حوالوں سے کہ ان مولویوں کے مسلک میں ایک ادنیٰ سی حقیقت اور سچائی نہیں۔ محض جھوٹے بہانے ہیں [illegible] ناموس رسول کو [illegible] لوگوں سے [illegible] ماضی میں تو ان لوگوں سے [illegible] قرآن کی تعلیم کیا ہے؟ اس کی تفصیل پر آپ غور کریں [illegible] قرآن کی باتیں [illegible] باتوں سے جو آج پاکستان میں زیر بحث [illegible] ہے کہ [illegible] مذہبی [illegible] زیر [illegible] کر [illegible] اٹھانے میں کامیاب [illegible] جاتا ہے [illegible] مستقل [illegible] بہت ہے۔ [illegible] چند دن کے لئے [illegible] ہے [illegible]

اب [illegible] صاحب نے جب جماعت احمدیہ کو [illegible] طریق پر منظم کر کے

جماعت احمدیہ کے خلاف غیر مسلم ہونے کا اعلان کروایا تو اس سے پہلے جو اخبارات میں خبریں آرہی تھیں وہ بالکل کھلی کھلی اور واضح تھیں۔ جو اس کے بعد خبریں آئیں وہ بھی بڑی کھلی کھلی اور واضح ہیں اور تاریخ پاکستان کا ایک انمٹ حصہ بن چکی ہیں۔ علماء یہ اعلان کر رہے تھے کہ بھٹو صاحب آپ ہماری بات مان لیں آپ کو ہمیشہ ہمیش کے لئے امیر المومنین بنا لیں گے۔ قوم کے صرف سیاسی راہنما ہی نہیں، مذہبی اور روحانی راہنما اور ایسے مذہبی اور روحانی راہنما جن کے متعلق ہم اعلان کریں گے کہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے وصال کے بعد سے آج تک ایسا عظیم راہنما پیدا نہیں ہوا۔ اور پھر اس کے معاً بعد جب علماء کا وفد پیش ہوا ہے تو کیسی کیسی انہوں نے خوشامدیں کیں۔ کیسی کیسی تعریفیں کیں اور کہا کہ وہ مسئلہ جسے چوٹی کے علماء اور ہمارے آباؤ واجداد حل نہ کر سکے اسے اے امیر المومنین تیری ایک جنبش قلم نے حل کر دیا۔ بڑے بڑے زبردست اداریئے لکھے گئے اور ابھی وہ سیاہیاں سوکھی نہیں تھیں کہ بھٹو صاحب کے خلاف ایسی گندی تحریک چلائی گئی۔ دیواریں ان کو گالیاں دیتے ہوئے کالی کر دی گئیں۔ اسلام کا بدترین دشمن قرار دیا گیا اور وہ سیاسی تحریک جو بالآخر اس مارشل لاء پر منتج ہوئی جس میں بد سے بدتر حکومت وجود میں آئی وہ مارشل لاء انہی مولویوں کی تائید اور پوری طرح کوشش کے نتیجے میں ظاہر ہوا تھا اور سیاسی طاقتیں جو بھٹو صاحب کی مخالف تھیں وہ ان کے ساتھ لگی ہوئی تھیں۔

پھر ضیاء کے دور میں بھی یہی ہوا۔ کیسی کیسی تعریف کے پل باندھے گئے کہ اے قوم کے سردار! اے روحانی راہنما! بھٹو کے قدم جہاں رک گئے تھے اس منزل سے آگے تو بڑھا اور کوئی پرواہ نہیں کی کہ دنیا تجھے کیا کہتی ہے نہ تو نے امریکہ کا خوف کھایا نہ پاکستان میں احمدیوں کی جو بھی سیاسی طاقت تھی یا رعب پڑا ہوا تھا اس کی ایک ذرہ بھر بھی پرواہ کی اور اکیلا آگے بڑھا اور وہ کام کر گیا جو کبھی پہلے کوئی نہیں کر سکا تھا۔ تو بھٹو صاحب سے ایک قدم آگے بڑھا دیا بلکہ کئی قدم آگے بڑھا دیا۔ اور پھر جس طرح ان کا انجام ہوا جس طرح اس انجام سے پہلے ان کے خلاف تحریکات چلیں اور دیواروں پر ان کے متعلق جو لکھا گیا وہ آج بھی اہل پاکستان کو یاد ہوگا۔ اس (نعوذ باللہ من ذلک) امیر المومنین کا نام آخر پہ کیا بتایا گیا۔ صرف فرق یہ ہے کہ قرآن نے تو گدھا کہا تھا انہوں نے گدھے کے لفظ کو بدل کے کتے میں تبدیل کر دیا لیکن اپنا سردار انہی کو بنایا جن کو دوسرے دن خود کتا کہا اور کتے کہہ کہہ کر اسے اتارا۔ عجیب قوم ہے اور یہ مولوی ہے یہ سب ملاں کی تحریکات ہیں۔ اب ایسے مولویوں کے سپرد اگر آپ اپنی گردنیں کر دیں گے اور کر چکے ہیں اور کرتے چلے جا رہے ہیں تو اس قوم کا کیا انجام ہوگا میں آپ کو وہ انجام دکھانا چاہتا ہوں۔ وہ وقت گذر چکے ہیں جب آپ اپنے قدم واپس کر سکتے تھے یہ بالکل خیال دل سے مٹا دیں کہ احمدیت نعوذ باللہ من ذلک آپ سے مرعوب ہو کر آپ کے خوف میں منتیں کر رہی ہے کہ یہ قدم اٹھاؤ۔ آپ کو بتا رہی ہے کہ جو قدم بھی اٹھائے جانے چاہئیں وہ آپ نہیں اٹھا سکتے۔ آپ میں وہ دلیر دل رکھنے والے وہ تقویٰ شعار اور سچائی پر قائم رہنے والے باشعور لوگ باقی نہیں رہے جو اصولوں کی خاطر بڑی سے بڑی مخالفتوں کے سامنے اپنی چھاتیاں پیش کر دیتے ہیں۔ اس لئے قوم کے اخلاق کا جب دیوالیہ پٹ چکا ہو، جب عقلیں ان کے سپرد کر دی جائیں جن کے متعلق قرآن کریم فرماتا ہے کہ ان کی مثال ایسی ہے جیسے گدھوں پر کتابوں کا بوجھ لاد دیا جائے تو پھر ان سے یہ توقع رکھنا کہ وہ عقل کی بات کو سنیں گے اور اپنے اندر کوئی پاک تبدیلی پیدا کریں گے یہ خود ایک بے عقلی کی بات ہے۔ تو پھر کیوں ایسا کیا جاتا ہے۔ معذرۃً الیٰ ربنا محض اپنے رب کے حضور اپنی معذرت کے طور پر کہ اے اللہ ہم پر کوئی عذر نہیں۔ ہم کو پیغام پہنچانے کے لئے مقرر فرمایا گیا تھا ہم اس پیغام کا حق ادا کر چکے ہیں اس ابلاغ کا حق ادا کر چکے ہیں آگے اس قوم کا مقدر ہے یہ بات مانے یا نہ مانے مگر ہم آخر وقت تک آخری سانس تک اس پیغام کو پوری تفصیل کے ساتھ اس قوم کے سامنے کھول کھول کر رکھتے رہے ہیں۔ یہ معذرت جو قرآن سے ثابت ہے، جو سنت سے ثابت ہے، جو صحابہ کے کردار سے ثابت ہے، کہ مرتے مرتے بعض ایسے پیغام شہادت کے وقت آخری سانسوں میں دیئے اور ساتھ یہ کہا کہ ہم بطور معذرت کے یہ پیغام دے رہے ہیں کہ اللہ کے حضور بری الذمہ ہو کے حاضر ہوں کہ ہم نے اپنے پیغام کی ذمہ داری کو ادا کر دیا تھا۔ پس اس کے سوا اس کی اور کوئی غرض نہیں۔ ورنہ بارہا پہلے بھی ہو چکا ہے کہ جب کوئی سیاسی تبدیلی رونما ہوئی تو بھولے احمدیوں نے مجھے لکھنا شروع کیا کہ الحمد للہ کہ صبح آگئی۔ مجھے یاد ہے کہ ایسے موقع پر میں نے ایک عرب شاعر کا یہ شعر پڑھا تھا۔

يَا أَيُّهَا اللَّيْلُ الطَّوِيلُ أَلَا انْجَلِي
بِصُبْحٍ وَمَا الْإِصْبَاحُ مِنْكَ بِأَمْثَلِ

کہ اے طویل اندھیری رات خدا کے لئے روشن ہو جا ایک، صبح کی صو... میں۔ لیکن یہ کہنے کے بعد کہتا ہے بِصُبْحٍ وَمَا الْإِصْبَاحُ مِنْكَ بِأَمْثَلِ لیکن صبح بھی جو آئے گی وہ تجھ سے روشن تر تو نہیں ہو سکتی۔ وہ تو ایک اندھیری رات کے بعد ایک اندھیری صبح کی باتیں ہو رہی ہیں۔ تو میں نے تمام جماعت پر خطبے میں یہ بات کھول کر اسی شعر کے حوالے سے واضح کی تھی کہ تم جس کو طلوع فجر سمجھ رہے ہو وہ ایک اور اندھیری رات کا طلوع ہے۔ بعض [illegible] آتے ہیں جب راتوں کے بعد راتیں ہی طلوع ہوتی ہیں۔ پس جس قوم کی بدنصیبی یہ ہو جائے کہ ہر رات کے بعد ایک رات طلوع ہو رہی ہو اس قوم کو یہ تو نہیں سمجھایا جا سکتا کہ تم رک جاؤ [illegible] [illegible] وہ اندھیرے ان کے اپنے [illegible] لے لیتے ہیں۔ مومن کا نور بھی اس کے دل سے پھوٹتا ہے تو وہ ان کے آگے آگے چلتا [illegible] اندھیری راتوں کو مومن کے لئے روشن کر دیتا ہے۔ پس یہ عجیب راتیں ہیں جن میں کچھ تو ہیں جو اندھیروں میں بھٹکتے اور مزید بھٹکتے چلے جاتے ہیں۔ کچھ وہ ہیں جن کے دل کا پاک باطنی کا نور ان کے چہروں پہ ہویدا ہوتا ہے ان کے آگے آگے روشنی کرتا ہوا چلتا ہے۔ تو ہرگز یہ توقع نہیں

صرف ایک اسلام ہے جس نے تمام دنیا کے
مذاہب کے نبیوں کی عصمت کا اعلان کیا ہے اور
ان کی توہین کو کراہت کی نظر سے اور ناپسندیدگی کی
نظر سے دیکھا ہے

ہے کہ آپ میں سے کوئی ایسا انسان ہے یعنی پاکستان کے سیاستدانوں میں سے جو تقویٰ شعاری کے ساتھ، خدا کے نام پر، صداقت کی خاطر سینہ سپر ہو جائے اور قائد اعظم کے نام کو دوبارہ اس ملک میں زندہ کر سکے۔

ہم نے اپوزیشن بھی دیکھ لی ہے اور حکومت بھی دیکھ لی ہے۔ وہ حکومت بھی دیکھ لی جو کبھی اپوزیشن تھی۔ وہ اپوزیشن بھی دیکھ لی ہے جو کبھی حکومت ہوا کرتی تھی۔ آئندہ کے بار یہ رات اور دن پلٹیں گے اللہ بہتر جانتا ہے۔ مگر کوئی بھی صداقت کے لئے روشنی کا پیغام نہیں لا سکا۔ اب جو موجودہ دور میں بات ہوئی ہے اس سے آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ یہ کیسے کیسے بہادر لوگ ہیں۔ جو اعلان کیا گیا تھا ایک وزیر کی طرف سے اس کی مرکزی روح یہ تھی کہ اس نام پر ہم ظلم نہیں ہونے دیں گے اور عیسائیوں سے وعدہ ہو رہا تھا احمدیوں کی تو بات ہی کوئی نہیں تھی۔ عیسائی قوموں کے آگے ہاتھ جوڑے جا رہے تھے کہ بالکل پرواہ نہ کرو۔ مجال ہے جو کسی عیسائی کے خلاف ہتک رسول کا مقدمہ دائر ہو جائے ہم یہ وعدہ کرتے ہیں۔ ہمیں اور احمدیوں کو ہمارے حال پر چھوڑ دو۔ مولویوں کو یہ خطرہ پیدا ہوا کہ کہیں احمدیوں کو بھی کوئی انصاف کی ضمانت نہ دے دی گئی ہو اس پر جو ہنگامے انہوں نے کھڑے کئے ہیں اس پر جو ساری قوم کا حال ہوا ہے کس طرح سیاستدان اپنے پاجاموں میں کانپے ہیں اور کیسی کیسی منتیں کی ہیں اور کہا کہ خدا پناہ، انا للہ ہم تو سوچ بھی نہیں سکتے قادیانیوں کے حق میں انصاف کا فیصلہ! ہماری توبہ، ہماری بلا بھی نہیں ایسا کام کر سکتی اور اعلانات سے صفحوں کے صفحے اخباروں کے کالے ہوئے پڑے ہیں اور یہ مولوی ہے جو پیچھا نہیں چھوڑ رہا اور پھر ایک ایسا واقعہ رونما ہوا ہے جو انصاف کی تاریخ میں کل عالم میں کہیں بھی رونما نہیں ہوا۔ نئی انصاف کی تاریخیں لکھی گئی ہیں کہ سپریم کورٹ کا گھیراؤ ملاں کر رہے ہیں کہ اگر تم نے انصاف کا فیصلہ کر دیا یعنی یہ الفاظ اس کے اندر شامل ہیں، کہ اگر تم اس نتیجے پہ پہنچے کہ احمدیوں کو قرآن اور شریعت حق دیتے ہیں کہ ان کے خلاف ظالمانہ کاروائیاں جو قوم کر رہی ہے وہ نہ کرے تو پھر ہم تمہارا پیچھا نہیں چھوڑیں گے اور تم سے انتقام لیں گے اور اس کے نتیجے میں سپریم کورٹ کے یا ہائی کورٹ کے ججز کی طرف سے ظاہر ہے کوئی اعلان نہیں ہو سکتا۔ اگر ہو سکتا تھا تو وہ نہیں ہوا اور وہ یہ ہو سکتا تھا کہ اگر انصاف کا تصور اس قوم کے نزدیک یہ ہے تو یہ ہمارے استعفے ہیں۔ یہ تمہاری ردی کی ٹوکری کے لائق ہیں، جہاں چاہو پھینکو ان کو۔ مگر ہم باعزت اور باانصاف لوگ ہیں ہم ایسی قوم کی خدمت کرنے سے معذور ہیں جہاں انصاف کا یہ تصور ہو اور قوم کی نمائندگی میں برسراقتدار آنے والی پارٹی کا یہ ردعمل ہو کہ بدلیہ گھیراؤ میں آ رہی ہے اور وہ آرام سے گھروں میں بیٹھے ہوئے ہیں اور منتیں کر رہے ہیں اور پھر نتیجہ کیا نکلتا ہے یہ اعلان تو نہیں کر سکتے ایسی توفیق ان میں بھی کسی کو نہیں ہوئی۔ لیکن ان کے ہوم منسٹر صاحب نے (جو وزیر داخلہ ہیں انہوں نے) اعلان کیا اور عجیب اعلان ہے کہ میں وعدہ کرتا ہوں کہ اگر سپریم کورٹ سے کوئی انصاف کا فیصلہ ہو گیا یعنی انصاف کے فیصلے سے مراد یہ ہے کہ یہ اس نتیجے پہ پہنچے کہ احمدی برحق ہیں، ان کا کوئی جرم نہیں ہے اور انکے خلاف مقدمات جھوٹے ہیں اگر یہ فیصلہ سپریم کورٹ نے کر دیا تو میں استعفیٰ دے دوں گا۔ اب اس میں پیغام کیا مضمر ہے ساری دنیا دیکھ رہی ہے سن رہی ہے وہ اندازہ لگا سکتی ہے اس استعفے سے ملاں کی تسلی کیسے ہو سکتی ہے سوائے اس کے کہ کوئی مخفی ضمانت اس میں پوشیدہ ہو، سوائے اس کے کہ کوئی ان کہی باتیں ہوں اس کے اندر۔ ورنہ اس کے نتیجے میں ملاں کا گھیراؤ اٹھانا بالکل بے معنی بات ہے۔ تو جس قوم کے انصاف کا یہ عالم ہو اور اس طرح اس کا پول ساری دنیا میں کھل جائے اس سے مجھے یہ توقع کہ عقل کی باتیں سن کر اپنے رویہ کو تبدیل کر لیں گے، یہ محال بات ہے۔ سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ میں تو حق گوئی سے کام لیتا ہوں انصاف کی توقع ہو یا نہ ہو فائدہ اٹھانے کی توقع ہو یا نہ ہو آج کل عالم میں اسلام کے تصور انصاف کو پیش کرنے کی ذمہ داری جماعت احمدیہ کے سپرد ہے۔ پس گلف کرائسز ہو یا کوئی اور ایسا موقع ہو، یہ جانتے ہوئے کہ ہماری آواز صدا بصحرا ثابت ہوگی جیسا کہ میں نے پہلے بیان کیا ہے معذرۃ الی اللہ۔ اللہ کے حضور معذرت پیش کرتے ہوئے ہم اپنی طرف سے اپنا فرض ادا کر دیتے ہیں اور اس ذمہ داری سے سبکدوش ہوتے ہیں۔

پس یہ وہ مضمون ہے جس کا اگلا حصہ دینی پہلوؤں سے تعلق رکھتا ہے۔ سیاست کے متعلق میں ضمناً صرف اتنا کہوں گا کہ بار بار بعض دفعہ خدا تعالیٰ آزمائش کرتا ہے اور ایک نہیں دو بار موقع دیتا ہے۔ اور اگر بار بار ناشکری کی جائے اور ان موقعوں سے فائدہ اٹھا کر اصلاح نہ کی جائے۔ قوم کی سرداری سپرد کی جائے اور اس کے باوجود اپنی ذمہ داریوں کو ادا نہ کیا جائے تو پھر خدا تعالیٰ کی عذاب کی تقدیر بھی نازل ہو جایا کرتی ہے۔ وہ بہتر جانتا ہے کہ کب تک مہلت ہے اور کب تک نہیں ہے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ مہلت کے دن اب تھوڑے رہ گئے ہیں۔ اس لئے میں چاہتا تو یہ تھا کہ ایک ہی خطبے میں آج جلدی میں وہ ساری باتیں کہہ دوں مگر جب میں نے مضمون کو دیکھا اور اس کا احاطہ کرنے کی کوشش کی تو اتنا وسیع تھا کہ شاید دو خطبوں میں بھی پورا نہ ہو سکے شاید تین خطبوں تک یہ مضمون چلا جائے۔ میری دعا ہے کہ اللہ مہلت کو اتنا لمبا تو ضرور کرے کہ کوئی عقل والے جو ہیں وہ بچ جائیں۔ عوام الناس میں جو شریف طبقہ ہے ان تک آواز پہنچے وہ سمجھ جائیں۔ اور ایسا بہت سا شریف طبقہ عوام الناس میں موجود ہے جو لاعلمی کے نتیجے میں غلط کاری میں ملوث ہے تو جتنے آدمی بچ سکیں یہ بھی اللہ تعالیٰ کا احسان اور اس کی رحمت ہے۔ حضرت نوحؑ کو کون ناکام کہہ سکتا ہے جن کے آنے پر چند کے سوا ساری قوم ہلاک [illegible] کی گئی تھی۔ کون بدبخت ہے جو یہ کہے گا کہ نوحؑ ناکام رہا۔ نوحؑ ناکام نہیں رہے بلکہ [illegible] کے لئے قرآن نے ان پر سلامتی بھیجی ان چند آدمیوں کی [illegible] نوحؑ کی [illegible] تھی [illegible] سب کا غرق ہو جانا بھی نوحؑ کی فتح تھی۔ پس پہلی اس بات سے مستثنیٰ ہو جایا کرتی ہے کہ خدا کی تقدیر کس طرح ظاہر ہوتی ہے۔ خدا کی تقدیر سے کوئی مستثنیٰ نہیں ہو سکتا۔ مگر ان معنوں میں مستثنیٰ ہو جاتی ہے کہ خدا کی تقدیر پر سچے لوگوں کا کوئی اختیار نہیں ہوا کرتا۔ وہ ہر تقدیر

پر راضی رہنے کے لئے تیار رہتے ہیں۔

پس ہماری کوشش تو یہی ہے سمجھانے کے نتیجے میں، دعاؤں کے نتیجے میں۔ جہاں تک کوئی قوم سنبھل سکتی ہے سنبھل جائے لیکن اگر ایسا نہ ہو سکے تو پھر جو خدا کی تقدیر ہے ہم اس پر راضی ہیں اسے تبدیل کرنے کی کسی انسان میں طاقت نہیں ہے "واذا اراد اللہ بقوم سوءً فلا مردلہ ومالھم من دونہ من وال۔" (الرعد: ۱۲) کہ جب خدا تعالیٰ کسی قوم کو اس کی بدیوں کی سزا دینے کا فیصلہ کرلیتا ہے "فلا مردلہ" کوئی نہیں ہے جو اسے ٹال سکے۔ کوئی نہیں ہے جو اس کے سزا کے فیصلے کے درمیان حائل ہو سکے "ومالھم من دونہ من وال" اور اور بھی مددگار اس قوم کو خدا کی پکڑ سے پھر بچا نہیں سکتے۔ کہیں دنیا میں کوئی ان کا مددگار باقی نہیں رہتا۔ تو بظاہر تو ایسے وقت کے قریب قوم کو پہنچایا جارہا ہے لیکن اللہ بہتر جانتا ہے کہ ہماری گذشتہ گریہ وزاری کے نتیجے میں قوم کو اصلاح کا موقع اور دیتا ہے یا خدا کے نزدیک وہ حالت جا پہنچی ہے جس کے متعلق حضرت نوحؑ کو بتایا گیا تھا کہ اب ان میں جو بھی ہے وہ غلط کار لوگ پیدا کرنے والا ہے۔ اب اس قوم کو بدیوں کے گھیرے سے بچایا نہیں جاسکتا۔ تو جو بھی خدا کی تقدیر ہوگی حکمت پر مبنی ہوگی مگر جہاں تک سمجھانے کی باتیں ہیں وہ تو میں نے جیسا کہ بیان کیا ہے وہ ہمارا فرض ہے اور میں سمجھاتا رہوں گا۔

توہین رسالت کی بحث میں اب میں براہ راست مذہبی پہلو سے داخل ہوتا ہوں۔ سوال یہ ہے کہ صرف توہین رسالت کا سوال ہے یا توہین خداوندی کا بھی کوئی سوال ہے۔ یا ملائک کی توہین کا بھی سوال ہے یا کتب کی بھی توہین کا سوال ہے۔ توہین رسالت سے صرف حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی توہین کی مذموم کوشش ہے یا دیگر انبیاء کی توہین کا بھی کوئی سوال ہے۔ یہ بھی سوال اٹھتا ہے کہ کیا وہ انبیاء جو کسی قوم کے نزدیک سچے ہیں انہی کی توہین کا مسئلہ ہے یا ان کی توہین کا بھی مسئلہ ہے جن کو لوگ جھوٹا سمجھتے ہیں۔ ان کے متعلق قرآن کیا اجازت دیتا ہے؟

اگر قرآن یہ کہے کہ جن نبیوں کو تم سچا سمجھتے ہو ان کی عزت کی خاطر کھڑے ہو جاؤ اور ان کی توہین کرنے والوں کے خلاف سخت سے سخت قوانین بناؤ اور جن کو تم جھوٹا سمجھتے ہو ان کی تذلیل کی کھلی اجازت دو تو پھر ساری دنیا میں مذہب کے نام پر فساد پھیل جائے گا کیونکہ تمام دنیا میں بکثرت ایسے ہیں جو اکثر نبیوں کو جھوٹا سمجھتے ہیں۔ یہ علماء کی جہالت کی حد ہے کہ اس بات کو سمجھتے نہیں کہ اسلام کے سوا کوئی بھی ایسا مذہب نہیں جس نے تمام دنیا کے انبیاء کی عصمت کی حفاظت کی ہو اور انہیں سچا قرار دیا ہو۔ اگر ہے تو کوئی نکال کے دکھائے۔ اور ایسی جاہل قوم ہے کہ پاکستان کے علماء نے اخباروں میں جو بیان دیئے ہیں ان کی شہ سرخیاں لگی ہیں کہ صرف ایک اسلام ہے جس نے عصمت رسالت کا تصور پیش کیا ہے اور کسی قوم، کسی مذہب میں یہ تصور نہیں ہے یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی رسالت کی بات کرتے ہیں اور باقی انبیاء کی نہیں۔ حالانکہ صرف ایک اسلام ہے جس نے تمام دنیا کے مذاہب کے نبیوں کی عصمت کا اعلان کیا ہے اور ان کی توہین کو کراہت کی نظر سے اور ناپسندیدگی کی نظر سے دیکھا ہے۔ باقی سب مذاہب دوسرے تمام انبیاء کو جھوٹا سمجھتے ہیں۔

اس لئے اگر علماء کی یہ مراد ہے کہ قرآن یہ کہتا ہے کہ جن کو تم سچا سمجھو ان کی توہین کے خلاف قانون سازی کرو جن کو تم جھوٹا سمجھو ان کے متعلق کھلی چھٹی دو کہ جو چاہے جتنی چاہے سربازار گالیاں دیتا پھرے تو پھر ساری دنیا میں مسلمانوں کے لئے تو موقع نہیں ہوگا لیکن تمام مذاہب کو کھلی چھٹی ہوگی کہ اسلام کے خلاف جتنی چاہیں گندی زبان استعمال کریں اور نعوذ باللہ من ذلک آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے خلاف جتنی چاہیں گندی زبان استعمال کریں اور اس پر ان کے خلاف تمہیں کوئی عذر نہیں ہوگا۔

کیونکہ قرآن کریم نے یہ مسئلہ اللہ کے حوالے سے اٹھایا ہے اور اصل بات اللہ کے حوالے سے ہی شروع ہونی چاہئے۔ یہ عجیب بات ہے کہ مولوی توہین رسالت کی باتیں کرتے ہیں توہین خداوندی کا کوئی تصور ہی نہیں ہے۔ اس لئے بات وہاں سے شروع ہوگی جہاں سے قرآن شروع کرتا ہے، جہاں سے عقل کا تقاضا ہے کہ بات شروع ہو۔ انبیاء کوئی عزتیں گھر سے تو نہیں لے کے آئے، انبیاء کو تو تمام تر عزت اللہ تعالیٰ کی طرف سے عنایت ہوئی ہے۔ اگر اللہ ہی کی عزت باقی نہ رہے تو انبیاء کی عزت کو کسی نے کیا کرنا ہے۔ اس لئے بات اللہ کے حوالے سے شروع ہوگی۔

پہلا سوال یہ اٹھتا ہے اور قوم کو چونکہ علم نہیں کہ مذہب کیا ہے یا قرآن کیا کہتا ہے۔ اس لئے میں ان کو یہ حوالہ دے کر سمجھانے کی کوشش کر رہا ہوں کہ آپ کو کم سے کم مولویوں سے یہ پوچھنا تو چاہئے کہ اللہ کی عصمت کا بھی قرآن کریم میں کہیں ذکر ہے کہ نہیں؟ کہیں اللہ کی توہین کا مضمون بھی بیان ہوا ہے کہ نہیں؟ اگر ہوا ہے تو دکھاؤ کہاں ہوا ہے! اور پھر وہاں وہ جگہ بھی بتاؤ جہاں اس کے خلاف کسی سزا کا اعلان کیا گیا ہو۔ یہ سوال کیوں نہیں اٹھایا جاتا!؟ اسمبلی کے کسی ممبر نے کسی ملاں سے مڑ کے یہ سوال نہیں کیا لیکن ملاں نے تو آپ کو جواب نہیں دینا۔ میں آپ کو بتاتا ہوں۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

وَلَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًاۢ بِغَيْرِ عِلْمٍ

کتنا عظیم جواب ہے اس سوال کا۔ اس سوال کا بھی حل آگیا جو میں نے فرضی طور پر اٹھایا تھا کہ کسی کو سچا سمجھو تو عزت کرو یا جھوٹا سمجھنے کے باوجود بھی تمہارا فرض ہے کہ عزت کرو اور قوم کا دل نہ دکھاؤ۔ قرآن کریم اللہ کے حوالے سے یہ مسئلہ اٹھا رہا ہے۔ فرماتا ہے اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو۔ مومنوں کو مخاطب کرکے فرماتا ہے۔ وَلَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ تمہیں ہم اس بات کی بھی اجازت نہیں دیتے کہ ان جھوٹے خداؤں کو گالیاں دو جن کو وہ خدا کے سوا معبود بنائے بیٹھے ہیں یہ اللہ کی تعلیم ہے۔ اس کے مقابل پر ملاں کی بدبخت تعلیم کے منہ پر تھوکنے کو بھی دل نہیں چاہتا۔ کتنی عظیم تعلیم ہے۔ مسلمانوں کو روکا جارہا ہے کہ تمہارا فرض ہے کہ جس کو کوئی خدا سمجھتا ہے اس سے بحث نہیں ہے کہ وہ سچا ہے کہ جھوٹا ہے، ہم جانتے ہیں کہ وہ جھوٹا ہے، ہم تمہیں اجازت نہیں دیتے کہ ان جھوٹے خداؤں کو بھی گالیاں دو۔ نتیجہ پھر کیا نکلے گا فَيَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًاۢ بِغَيْرِ عِلْمٍ پھر ان کو حق حاصل ہو جائے گا کہ وہ اللہ کو گالیاں دیں اور علم نہ ہو کہ وہ کیا کر رہے ہیں۔ پس روکا ہے تو مسلمانوں کو روکا ہے۔ غیروں کو نہ روکا ہے نہ ان کے لئے کوئی سزا مقرر فرمائی ہے بلکہ یہ کہا کہ اگر تم ایسا کرو گے تو غیروں کو حق حاصل ہو جائے گا۔ ایک عقلی انسانی سطح پر حق حاصل ہو جائے گا کہ وہ بھی جوابی کاروائی کریں تم جھوٹے خدا کو گالیاں دے کر اپنے منہ گندے کرو گے اور اس سے ان خداؤں کو کچھ پہنچے گا بھی نہیں۔ وہ ہیں ہی نہیں۔ جو فضا میں چیز ہی نہیں اس پر فائر کرنے سے وہ مرے گی کہاں سے۔ لیکن تم اپنے خدا پر وہ فائر کروا لو گے۔ اسے ان کی بدبختیوں کے تیروں کا نشانہ بنا دو گے۔ پس کتنی پاکیزہ، کتنی گہری، کتنی عقل پر مبنی تعلیم ہے۔ نہ قوم کو پتہ، نہ مولویوں سے اس قسم کے سوال کئے جاتے ہیں بلکہ ڈر کے مارے جان نکلی جاتی ہے۔ اوہو! ہو! یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ خدا کی اور رسولوں کی عزت کا معاملہ ہو اور ہم کوئی اور کاروائی کر بیٹھیں۔ پتہ ہی نہیں عزت ہوتی کیا ہے۔ پتہ نہیں قرآن کیا کہہ رہا ہے۔ اللہ کے حوالے سے بات شروع ہونی چاہئے قرآن نے اللہ ہی کے حوالے سے بات شروع کی ہے اور یہ تعلیم دی ہے اب یہ سوال ہے کہ ہیں تو وہ جھوٹے، ہم تو جانتے ہیں کہ وہ جھوٹے ہیں، تو پھر خدا یہ کیوں کہتا ہے کہ تم نے کچھ نہیں کہنا۔ وجہ بیان فرمائی كَذٰلِكَ زَيَّنَّا لِكُلِّ اُمَّةٍ عَمَلَهُمْ کہ تم لوگ اتنی بات بھی نہیں سمجھتے کہ نفسیاتی لحاظ سے ہر شخص اپنے اعمال کو اچھا سمجھ رہا ہوتا ہے۔ وہ لوگ جو جھوٹے خداؤں کی عبادت کرتے ہیں ان کے دل میں واقعی ان خداؤں کی محبت ہوتی ہے اور ہر شخص اپنے عمل اور اپنے عقیدے کو خوبصورت بنا کے دیکھ رہا ہوتا ہے پس اگر وہ لوگ جو ان کو بدنظر سے دیکھتے ہیں یا حقیقت میں مکروہ سمجھتے ہیں وہ ان پر کھلے حملے کرنے شروع کریں تو مذہب کی دنیا میں ایک عام خانہ جنگی شروع ہو جائے گی جس کا کوئی نیک انجام نہیں ہو سکتا۔ تو پھر حل کیا ہے؟ فرمایا ثُمَّ اِلٰى رَبِّهِمْ مَّرْجِعُهُمْ گھبراہٹ کیا ہے، جلدی کیا ہے۔ تم سب نے خدا کے حضور حاضر ہونا ہے۔ ثُمَّ اِلٰى رَبِّهِمْ مَّرْجِعُهُمْ ان سب کا بالآخر انجام یہ ہے کہ خدا کے حضور لوٹائے جائیں گے فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ۝ وہ ان کو بتائے گا کہ ان کے اعمال کیسے تھے، حسین تھے یا بد تھے۔ پس اگر خدا نہیں ہے تو پھر مولویوں کی جلدی اور گھبراہٹ قابل فہم ہے۔ پھر اس دنیا میں اگر ان کی سزا سے کوئی بچ کے نکل گیا تو پھر کسی کے ہاتھ بھی نہیں آئے گا۔ اس لئے ان کی گھبراہٹ واقعتاً قابل فہم ہے جب خدا ہے ہی کوئی نہیں تو جو سزا دینی ہے اس دنیا میں دے لو مرنے کے بعد پھر کیا ہوتا ہے۔ لیکن اگر خدا ہے اور خدا ہے اور خدا ہی کے نام پر سارے قصے ہیں تو پھر انسان کو کسی گھبراہٹ اور تکلیف کی ضرورت نہیں ہے۔ ہر ایسے بدبخت کو خدا خود سزا دے گا جو اللہ تعالیٰ کی عزت پر ہاتھ ڈالنے کی کوشش کرے گا۔ اور اس ساری آیت میں کہیں اشارۃً یا کنایۃً بھی بندوں کو اختیار نہیں دیا گیا کہ وہ قانون اپنے ہاتھ میں لے کر اللہ کی ناموس کے نام پر ایک دوسرے پر تلوار چلانا شروع کردیں۔

اب چونکہ وقت ختم ہو گیا ہے اور ریڈیو والے شکایت کرتے ہیں کہ آپ اگر وقت پر خطبہ ختم نہ کریں تو ٹیلی ویژن کا وقت تو لمبا ہے ریڈیو کا صرف ایک گھنٹے کا ہے اور عین اس وقت جب کہ بات آخر پر پہنچی ہوتی ہے ہم محروم رہ جاتے ہیں۔ تو اس لئے میں نے سوچا تھا کہ عین وقت پر آج ختم کروں گا۔ چونکہ مضمون بہت لمبا ہے ہو سکتا ہے آئندہ ایک دو یا شائد تین خطبوں تک بھی مضمون چل جائے۔ لیکن ایک دفعہ میں مضمون کے ہر پہلو کو اس طرح خوب کھول کر نتھار کر قوم کے سامنے پیش کر دینا چاہتا ہوں اس کے بعد پھر ان کا خدا کے ساتھ معاملہ ہوگا اور ہم اللہ تعالیٰ کے حضور بری الذمہ ٹھہریں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ۔

mta- Muslim Television Ahmadiyya

Al Shirkatul Islamiyyah, 16 Gressenhall Road, London SW18 5QL
Tel. +44 (0)81 870 0922. Fax +44 (0)81 870 0684

Satellite	EUTELSAT II F3	STATSIONAR 21	STATSIONAR 4	GALAXY 2
Area	Europe, North Africa	Asian, Middle East, Eastern Europe, East Africa Regions	South America, Africa and European Regions	North America, Canada
Position	16° East	103° East	14° West	74° West
Transponder	37	7 (C-Band)	7 (C-Band)	11
Frequency	11.575 GHz	3725 MHz	3725 MHz	36 MHz
Polarity	Vertical	Right Hand circular	Right Hand circular	Horizontal
Format	625 Lines PAL Colour	625 Lines PAL Colour	625 Lines PAL Colour	NTSC
Audio Sub-Carriers				
Urdu	6.5 MHz	6.5 MHz	6.5 MHz	6.2 MHz
English	7.02 MHz	7.02 MHz	7.02 MHz	-
Arabic	7.20 MHz	7.20 MHz	7.20 MHz	-
Bosnian*	7.38 MHz	7.38 MHz	7.38 MHz	-
Russian*	7.56 MHz	7.56 MHz	7.56 MHz	-
German*	7.74 MHz	7.74 MHz	7.74 MHz	-
French	7.92 MHz	7.92 MHz	7.92 MHz	-
Turkish*	8.10 MHz	8.10 MHz	8.10 MHz	-
London Time	13.00 - 16.00 (Daily)	07.00 - 19.00 (Fridays Only)	13.30 - 14.30 (Fridays Only)	13.30 - 14.30 (Fridays Only)

* On special occasions only.

Radio = Short Wave Band Radio, 25 Meter Band, Digital Frequency 11695
Timings: 13.30 - 14.30 London Time (Fridays Only). For Asian Countries only.
From 1 April '94: 16 Meter Band; Digital Frequency 17765

All timings and frequencies are subject to change without notice.

بقیہ از صفحہ نمبر ۴

لوگ آپ کا بلند عزم و حوصلہ اور صبر و تحمل دیکھ کر حیران ہوتے تھے۔

آپ کے شوہر کی دکان لوٹ لی گئی۔ قاتل وہاں دندناتا پھرتا تھا لیکن کوئی بھی اسے پکڑنے والا نہ تھا لیکن خدا کی پکڑ بڑی سخت ہوتی ہے۔ یہ پاگل ہوگیا اور دیوانگی کی حالت میں گلیوں میں نیم برہنہ پھرتا اور کچھ عرصہ نظر آنے کے بعد کہیں گم ہوگیا اور وہ شخص جو مریض دکھانے کے بہانے ڈاکٹر صاحب مرحوم کو بلانے آیا تھا وہ بھی اپنے بھائی کے ہاتھوں بیوی بچوں سمیت قتل ہوگیا۔

حضور نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ظالموں کی پکڑ ضرور ہوتی ہے خواہ ہم ان باتوں کا تتبع کریں یا نہ کریں۔ جماعت کو اس طرف توجہ کرنی چاہئے اور خدا کی راہ میں شہید ہونے والوں سے خدا نے جو سلوک کیا اور ان کے دشمنوں سے جو سلوک کیا اس پر نظر رکھیں اور تحقیق کے ذریعہ مستند واقعات محفوظ کئے جائیں۔

پھر حضور نے محترمہ اہلیہ صاحبہ ڈاکٹر منور احمد صاحب شہید سکرنڈ کا واقعہ بیان فرمایا وہ بیان کرتی ہیں کہ ڈاکٹر صاحب کی شہادت سے قبل انہوں نے خواب دیکھا کہ "میری سونے کی چوڑیوں میں سے ایک چوڑی ٹوٹ کر گر گئی ہے اور ساتھ ہی بہت بڑا ہجوم ہے اور عورتیں باری باری میرے گلے لگ کر رو رہی ہیں اور میں سمجھ نہ سکی کہ وہ کیوں رو رہی ہیں" صبح کو اٹھ کر پریشان رہی۔ صدقہ بھی دیا مگر یوں محسوس ہوا کہ جسم سے جان نکل گئی۔

ڈاکٹر صاحب کو خواب سنائی تو کہنے لگے اللہ پر بھروسہ رکھو۔ جو رات قبر میں آنی ہے وہ ہرگز باہر نہیں آئے گی۔ بہت بہادر تھے اور کہا کرتے تھے کہ شہادت ہر کسی کو نہیں ملتی یہ نصیبوں والوں کا حصہ ہے۔ کاش یہ رتبہ مجھے بھی نصیب ہو۔

سکرنڈ کے حالات زیادہ خراب ہوئے تو مجھے کہنے لگے کہ ربوہ چلی جاؤ مگر میں نہ مانی اور کہا کہ آپ کو چھوڑ کر نہیں جاؤں گی۔ جب شہادت کا دن آیا تو کلینک میں دو آدمی آئے اور آپ کو گولی مار کر شہید کر دیا۔

بیان کرتی ہیں کہ شدید گرمی میں پونے تین بجے کے قریب تینوں بچے سوئے ہوئے تھے کہ اچانک اٹھ کر چیخیں مارنے لگے۔ میں پہلے ہی بے چین تھی کہ اتنے میں کمپونڈر روتا ہوا آیا اور بتایا کہ ڈاکٹر صاحب کو کسی نے گولی مار دی ہے۔ بہت ہجوم اکٹھا ہوگیا۔ پولیس آئی اور لاش لے گئی۔ ایک غم کا پہاڑ مجھ پر ٹوٹ پڑا۔ بڑی تکلیف میں یہ دن کٹے۔ بچے کہتے کہ ابو کو کس نے گولی ماری؟ کیوں ماری؟ میں ان کو گولی مار دوں گا ایک بچہ کہتا ہے کہ وہاں اور لوگ بھی تو تھے انہوں نے ہمارے ابا ہی کو کیوں مارا؟ میں انہیں سمجھاتی ہوں کہ ان کو شہادت کا شوق تھا وہ انہیں نصیب ہوگیا۔

مکرمہ ثریا صاحبہ بیان کرتی ہیں کہ وہ گوجرانوالہ میں علی پور میں رہتے تھے۔ ۱۹۷۴ء کے ہنگاموں میں جب وہاں پر جلوس آیا تو ایک رات پانچ چھ آدمی ہمارے گھر آ گئے۔ میری تائی جان نے ان سے کہا تم کیا چاہتے ہو تو انہوں نے جواب دیا کہ تمہارے گھروں کو اور تم لوگوں کو جلانا چاہتے ہیں۔ اس پر میری تائی جان نے کہا کہ بے شک ہمارے گھروں کو جلا دو لیکن ہمیں یہاں سے نکل جانے دو اتنے میں میرے بہنوئی عنایت محمد صاحب بھی آ گئے۔ انہوں نے میرے بہنوئی اور میرے والد غلام قادر صاحب کو پکڑ لیا۔ میرے سامنے ان کو زبردستی گھسیٹتے ہوئے باہر لے گئے اکیلی عورت تھی کچھ نہ کر سکتی تھی اور میرے دیکھتے دیکھتے ان ظالموں نے ان دونوں کو گولیاں مار کر شہید کر دیا۔ اللہ نے مجھے صبر کی توفیق بخشی، دو ماہ بعد میری والدہ بھی وفات پا گئیں۔ بہت تکلیف دہ حالات تھے۔ اللہ نے ہر موقع پر ثابت قدم رکھا۔

خوشخبری
۱۰۳ واں جلسہ سالانہ مبارک ہو!
خوشخبری
مردوں کے لئے لاجواب نسخہ
زود جام عشق
جو جسم میں چستی لانے اور کمزوری دور کرنے میں لاجواب ہے۔ بشرطیکہ ۱۰۰٪ خالص شہد بھی دستیاب ہے
اسی طرح پیٹ درد۔ گیس۔ پیٹ پھولنے اور قبض کے مریضوں کے لئے
شکتی لال گولی
ایک بار خدمت کا موقعہ ضرور دیں!
پتہ: چھابڑہ فارمیسی ہرچوال روڈ۔ قادیان۔ ۱۴۳۵۱۶۔ پنجاب۔ بھارت

محترمہ امۃ اللہ صاحبہ اور امۃ الرشید صاحبہ بنت ڈاکٹر عبد القدیر جدران صاحب شہید بیان کرتی ہیں کہ ۱۹۸۴ء میں جب حالات خراب ہوئے تو آپ کو کئی دفعہ دھمکی آمیز خطوط آئے کہ ہم تمہیں قتل کر دیں گے۔ لیکن آپ کو ان دھمکیوں سے کوئی خوف اور ڈر نہ تھا بلکہ نماز تہجد میں شہادت کی دعا مانگا کرتے تھے۔ آخر ایک روز ایک شخص مریض بن کر آیا اور مسیحا کی جان لے لی۔ اس نے کئی فائر کئے اور ڈاکٹر صاحب نے اسی وقت شہادت کا عظیم درجہ حاصل کر لیا آپ آب زم زم سے دھلے ہوئے دو کفن مکہ سے لائے تھے۔ ان کی خواہش تھی کہ اس میں ان کو کفنایا جائے۔ اصولاً شہید کو کفن نہیں دیا جاتا مگر ڈاکٹر صاحب کے کپڑے خون میں لت پت تھے جو پولیس نے لے لئے اور ڈاکٹر صاحب پر وہی کفن والی چادر ڈال دی گئی۔

مکرمہ امۃ الحفیظ شوکت صاحبہ اہلیہ ڈاکٹر انعام الرحمٰن صاحب انور شہید بیان کرتی ہیں کہ جب ایک دن لوگوں نے آپ کو حالات خراب ہونے اور اس کے نتیجہ میں خطرات سے آگاہ کیا تو آپ نے یہ کہہ کر علاقہ چھوڑنے سے انکار کر دیا کہ پھر تو یہ علاقہ احمدیت سے خالی ہو جائے گا۔ آپ کے تمام بہن بھائیوں اور عزیز و اقارب نے بھی سندھ چھوڑنے کا مشورہ دیا مگر اس وقت بھی حامی نہ بھری بلکہ کہنے لگے کہ شاید سندھ کی سرزمین میرا خون مانگتی ہے اور پھر سینے پر ہاتھ مار کر کہنے لگے کہ میں اس کے لئے تیار ہوں۔

ڈاکٹر صاحب مجھے کہا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے آپ جیسی درد مند محبت کرنے والی اور دین کی راہوں پر قدم مارنے والی ساتھی عطا کر دی ہے آخری دن جب ہم دونوں بازار گئے ہوئے تھے تو ایک دکان پر مجھے انتظار کرنے کے لئے کہا اور ساتھ ہی ایک سٹول لا کر دیا کہ آپ یہاں بیٹھیں۔ یہ گوارا نہ تھا کہ میں کھڑی ہو کر بے آرامی میں انتظار کروں۔ ساتھ ہی گوشت کی دکان تھی۔ ڈاکٹر صاحب گوشت لے کر پیسے نکالنے لگے تو پیچھے سے اچانک دشمنوں نے حملہ کر دیا اور آپ موقعہ پر ہی شہید ہو گئے۔ آپ کی لاش خون میں لت پت تھی۔ ان کی شہادت کا منظر بڑا دردناک تھا۔ میرے سامنے تڑپتے تڑپتے جان دی۔ اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے مجھے صبر کی توفیق بخشی۔

حضور نے فرمایا وہ داستانیں ہیں جن سے احمدیت زندہ ہے۔ شہید خود بھی زندہ ہوتے ہیں اور ان قوموں کو بھی زندہ کر جاتے ہیں جن سے وہ وابستہ ہوتے ہیں۔ ان کی زندگی کی گواہی جو قرآن کریم نے بیان فرمائی ہے اس کے ہم سب گواہ ہیں۔ حقیقت میں شہیدوں کی زندگی سے قومیں زندگی پایا کرتی ہیں۔

حضور نے فرمایا کہ ہر وقت میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے مردوں اور بچوں اور عورتوں کو مزید ابتلاؤں سے بچائے اور بغیر ابتلاؤں ہی کے اجر کا ایک لامتناہی سلسلہ عطا فرمائے مگر ان کی تاریخ ناقص ہوتی ہے۔ اللہ بہتر جانتا ہے کہ کب جماعت کو شہادتوں کی ضرورت ہے اور کب جماعت کو غازیوں کی ضرورت پیش آتی ہے۔ پس جب بھی اس کی تقدیر ایک فیصلہ فرمائے گی وہ فیصلہ بہر حال جاری ہوگا اس لئے میں آپ کو یہ سمجھانا چاہتا ہوں کہ آپ کی ان پاک خواتین نے جو آپ سے پہلے ان مصیبتوں سے گزری ہیں انہوں نے آپ کے لئے ایک راہ عمل معین کر دی ہے۔ وہ زمین پر چلنے والی ایسی تھیں کہ آسمان پر کہکشاں کی طرح ان کے قدموں کے نشانات ہمیشہ تاریخ میں روشن رہیں گے۔ اگر ایسے واقعات پھر رونما ہوں تو میری نصیحت یہ ہے کہ دنیا چند روزہ ہے جو کچھ بھی ہو جائے اپنے ایمان کو سلامت رکھتے ہوئے خدا کے حضور حاضر ہوں۔

حضور نے فرمایا کہ جو شہید کا مرتبہ پانے والے ہیں وہ کبھی مر نہیں سکتے۔ آسمان کا خدا گواہ ہے کہ آپ ہمیشہ کے لئے زندہ ہیں اور آپ ہی کی زندگی سے آپ کے بعد پیچھے رہنے والی قومیں زندہ رہیں گی اور اسی کا فیض پاتی رہیں گی۔ آخر پر حضور نے فرمایا کہ خدا کرے کہ آپ کی روشنی سے آئندہ سو سال ہی کی نہیں آئندہ ہزار سال کی احمدی تاریخ روشن ہو جائے

(بشکریہ الفضل انٹرنیشنل $\frac{۸}{۹۴}$ ۱۹)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

ولکل وجھۃ ھو مولیھا فاستبقوا الخیرات (البقرہ)

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

مرکز احمدیت قادیان میں

مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کا پچیسواں (۲۵) اور مجلس اطفال الاحمدیہ بھارت کا سولہواں (۱۶)

سالانہ اجتماع

اپنی مخصوص جماعتی روایات کے ساتھ

۲۱ ۲۲ ۲۳ اکتوبر ۱۹۹۴ء بروز جمعہ، ہفتہ، اتوار منعقد ہو رہا ہے

اجتماع کی چند اہم خصوصیات

- قرآن مجید، احادیث نبوی اور ملفوظات حضرت مسیح پاک علیہ السلام کا بصیرت افروز درس
- دعاؤں، ذکر الٰہی اور نوافل سے معمور پُرکیف ماحول
- مجلس شوریٰ اور تلقین عمل کا اہتمام۔
- اخوت اسلامی اور مسابقت فی الخیرات کے ایمان افروز مناظر
- عظیم الشان نشان آسمانی کسوف و خسوف پر ایک خصوصی تقریر
- دینی۔ علمی اور ورزشی مقابلہ جات کے دلچسپ پروگرام

اجتماع کی اہمیت

ارشادات حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالےٰ

- "جو نمائندے ان اجتماعوں میں شامل ہوں گے وہ ایک نئی روح اور ایک نئی زندگی لے کر واپس جائیں گے" (الفضل ۱۶ اپریل ۱۹۶۸ء)
- "یہ اجتماع نفس کی اصلاح کا ایک بہت بڑا ذریعہ ہے اور بہترین سبق ہے اس لئے احمدی نوجوانوں کو اس طرف پوری توجہ دینی چاہیئے" (الفضل ۱۰ر ستمبر ۱۹۷۲ء)
- "ہر جماعت کا کم از کم ایک نمائندہ خدام الاحمدیہ کے سالانہ اجتماع میں ضرور شامل ہونا چاہیئے۔ اجتماع میں ہماری پوری کی پوری جماعت کی نمائندگی ہونی چاہیئے"

الداعی: صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت۔ قادیان

پاکستان۔ جہاں ہر روز انسانی قدروں کے جنازے اُٹھ رہے ہیں۔ بقیہ صفحہ اوّل

پر اپنا عبادت خانہ قائم کیا (بے شک اسے مسجد نہ بھی کہیں) جو چالیس سال سے تعمیر شدہ ہے۔ اب اس کی مزید توسیع کی ضرورت محسوس ہوئی جس کے لئے شہر کے ترقیاتی ادارے نے نقشہ کی منظوری بھی دے دی۔ لیکن اس فرقہ کو باوجود اپنی خرید کردہ ملکیتی زمین ہونے کے اور باقاعدہ اس کا نقشہ منظور کرانے کے پھر بھی تعمیر کی اجازت نہیں۔

● — یہ کس قدر دھاندلی والی، غیر مہذبانہ اور غیر انسانی حرکت ہے کہ کسی کی ملکیتی زمین کے متعلق بظاہر تحفظِ ختمِ نبوّت کے راگ الاپنے والے مولوی اپنا حق جتانے لگیں۔ اور علی الاعلان یہ کہنے لگیں کہ یہ حصّۂ زمین اور اس پر تعمیر شدہ عمارتیں محافظینِ ختمِ نبوّت کے حوالے کر دی جائیں۔ واہ رے تحفّظِ ختمِ نبوّت! !

● — پاکستان کی حکومت، پولیس اور قانون نافذ کرنے والے اداروں کی موجودگی میں احمدیہ اسلامی مسجد کا مسمار کر دیا جانا یہ اور بھی عجیب تر معلوم ہوتا ہے کہ حکومت کی تمام مشینری اور ارکان شرارت پسند مولویوں کی پُشت پناہی پر ہیں۔ شاباش مملکتِ اسلامیہ!

● — سب سے عجیب تر پاکستانی عدلیہ کا یہ فیصلہ ہے کہ مسجد کی تعمیر کو تا اطلاع ثانی روک دیا جائے۔ حالانکہ چالیس سال پہلے سے تعمیر شدہ مسجد کی توسیع باقاعدہ نقشے کی منظوری کے بعد کروائی جا رہی تھی۔ پھر باوجود اس کے اگر کسی مصلحت سے اس تعمیر کو رُکوانا ہی مدِنظر تھا تو چاہیئے تو یہ تھا کہ عدلیہ کے حکم پر قانون نافذ کرنے والے ادارے مسجد کی حفاظت کا بھی بھرپُور انتظام کرتے۔ ایسی صورتِ حال میں معمولی عقل رکھنے والا ایک انسان بھی آسانی سے سمجھ سکتا ہے کہ یہ سب کچھ مولویوں کی شہ پر حکومت اور عدلیہ کی مِلی بھگت سے عمل میں آیا ہے۔ کہاں ہے پاکستان میں حقوقِ انسانی، عبادت خانوں کی حفاظت اور اقلیتوں سے جذبۂ رواداری؟

یہ ایک حقیقت ہے کہ جب سے پاکستان میں احمدیہ مساجد اور احمدی گھروں پر حملے شروع ہوئے ہیں، پاکستان کے دیگر مُسلمان فرقے بھی شر پسند مولویوں کی شرارت سے محفوظ نہیں رہ سکے۔ آج وہاں نہ شیعہ مسجدیں محفوظ ہیں اور نہ سُنّی مسجدیں۔ اگر مندروں کی حالت خراب ہے تو اہلِ کلیسا بھی مُصیبتوں کا شکار ہیں۔ دراصل یہ انہی کڑوے بیجوں کے پھل آج اُگ رہے ہیں جو ۱۹۷۴ء میں بھٹو کی حکومت نے اور ۱۹۸۴ء میں ضیاء الحق کی حکومت نے احمدیوں کے خلاف بوئے تھے۔ آج یہ کانٹے دار جھاڑیاں تمام ان فرقوں کے سروں پر بھی مُسلّط ہیں جنہوں نے ایک زمانہ میں احمدیوں پر ڈھائے جاتے والے مظالم پر نہ صرف خاموشی اختیار کی تھی بلکہ خوشیوں کے مظاہرے بھی کئے تھے۔ آج انہیں سب لوگوں کو یہ دیکھنا بھی نصیب ہو رہا ہے کہ پاکستان میں چھُوت کی پھیلی ہوئی وبا کی طرح روز انسانی قدروں کے جنازے اُٹھ رہے ہیں —!

—— کاش! تم سمجھو —!!

○

افسوس! محترم یوسف احمد الٰہ دین صاحب آف سکندر آباد وفات پاگئے!

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

قارئینِ بدر کی خدمت میں نہایت افسوس سے اطلاع دی جاتی ہے کہ حضرت سیٹھ عبد اللہ الٰہ دین صاحبؓ کے چھوٹے صاحبزادے محترم یوسف احمد الٰہ دین صاحب آف سکندر آباد ۲۱-۲۲ ستمبر ۹۴ء کی درمیانی رات کو دل کے شدید حملہ کے باعث انتقال فرما گئے۔ اِنّا للہ و اِنّا الیہ راجعون۔

مرحوم کی تدفین بعد نمازِ جنازہ امانتاً سکندر آباد میں عمل میں آئی۔ مرحوم ۱۷ نومبر ۱۹۲۲ء کو پیدا ہوئے اور قادیان میں ابتدائی تعلیم حاصل کی اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت امّاں جان رضی اللہ عنہا کی شفقتوں سے فیضیاب رہے۔ سکندر آباد میں آپ نے اپنے مرحوم والد کی دینی خدمات کے سلسلے کو باقاعدہ جاری رکھا۔ آپ جماعتِ احمدیہ سکندر آباد کے صدر اور قائد مجلس بھی رہے۔ اس دوران آپ نے عَلَمِ انعامی بھی حاصل کیا۔ کافی عرصہ تک سیکرٹری مال کے فرائض بھی خوش اسلوبی سے انجام دیتے رہے۔ دعوت الی اللہ کا بہت شوق تھا۔ بالخصوص جب کچھ عرصہ ٹیکسی چلائی تو ایسی سواری کی تلاش کرتے تھے جسے تبلیغ کر سکیں۔ آپ کے پاس تاریخِ احمدیت سے تعلق رکھنے والے بہت سے فوٹو بھی محفوظ ہیں۔ آپ کو خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے بہت محبت تھی۔ اسی طرح مرکزی نمائندگان کو ادب و احترام کی نظر سے دیکھتے تھے۔ ۱۹۹۱ء میں جب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ قادیان تشریف لائے تو آپ بھی باوجود اس کے کہ چند ماہ پیشتر آپ کے کولہے کی ہڈی میں فریکچر آگیا تھا اور شدید تکلیف میں تھے حضور کی ملاقات کے لئے قادیان تشریف لائے۔ آپ کے بھتیجے محترم حافظ صالح محمد الٰہ دین صاحب ان دنوں جماعت احمدیہ آندھرا پردیش کے امیر ہیں۔ آپ نے دو شادیاں کی تھیں جن سے پانچ بیٹے اور سات بیٹیاں ہوئیں۔ آپ کی ایک بیٹی امۃ الحفیظ منصورہ صاحبہ حکیم حمید الدین صاحب افسر لنگر خانہ و نیشنل سیکرٹری وقفِ نو بھارت کی اہلیہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنّت الفردوس میں اپنے مقامِ قُرب سے نوازے۔ پسماندگان کا حامی و ناصر ہو اور انہیں اپنے خاندان کے بزرگوں کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

نوٹ:- محترم حضرت سیٹھ عبد اللہ الٰہ دین صاحبؓ اور آپ کے خاندان کے متعلق مفصل حالات معلوم کرنے کے لئے قارئینِ کرام محترم ملک صلاح الدین صاحب ایم۔ اے درویش قادیان کی کتاب تابعین اصحاب احمد جلد نہم کا مطالعہ فرمائیں۔

اِداریہ — بقیہ صفحہ (۲)

تعلیم سے محروم اس قسم کے جاہل گھرانوں میں عام طور پر یہ بھی دیکھا جاتا ہے کہ بے چاری عورت کو مرد کا تعاون بھی حاصل نہیں ہوتا۔ یہی روایت ہے کہ عورت ہی چونکہ بچّہ کو جنتی ہے اس لئے وہی اُسے پالے۔ وہی اس کی سب ذمہ داریوں کو ادا کرے۔ گویا مرد کی ذمہ داری عورت کے پیٹ میں بچّے کی پیدائش کے عمل کے بعد یکسر ختم ہو گئی۔ یہ صورتِ حال جہاں آبادی کے توازن کے لئے خطرناک ہے وہاں عورت کی صحت اور پیدا ہونے والے بچّوں کے لئے تباہی و بربادی کی مظہر ہے۔ (باقی)

(مُنیر احمد خادم)

واپسی ریزرویشن

سالانہ اجتماع مجلس خُدّام الاحمدیہ بھارت میں شرکت کرنے والے جو احباب قادیان سے واپس وطن جاتے ہوئے پیشگی ریزرویشن کروانا چاہتے ہوں وہ اپنے کوائف (عمر۔ تاریخ ریزرویشن۔ گاڑی نمبر وغیرہ) دفتر خدام الاحمدیہ بھارت میں بھجوا دیں اسی طرح رقم بذریعہ ڈرافٹ بنام صدر انجمن احمدیہ قادیان بھجوائیں۔

مبارک احمد حلیم منتظم استقبال و ریزرویشن۔

C.K. ALAVI
RABWAH WOOD INDUSTRIES
MAHDI NAGAR, VANIYAMBALAM-679339 (KERALA)
TIMBER LOGS SAWN SIZE
TEAK POLES & WOODEN FURNITURE.

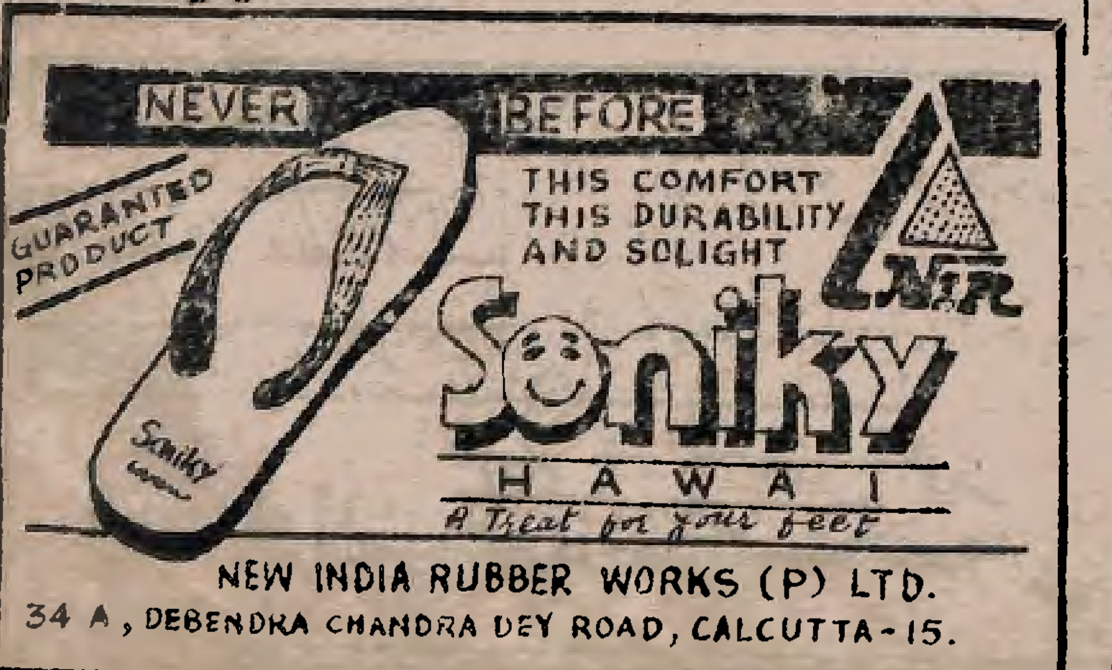

YUBA
QUALITY FOOT WEAR

بانی پولیمرز
کلکتہ — ۷۰۰۰۴۶
ٹیلیفون نمبرز:-
43-4028-5137-5206

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

مرکزِ احمدیت قادیان میں

مجلس انصار اللہ بھارت کا سترھواں (۱۷)

سالانہ اجتماع

اپنی مخصوص روایات کے ساتھ ۱۹-۲۰ ؍اخاء ؍اکتوبر ۱۳۷۳ ہش ۱۹۹۴ء بروز بدھ، جمعرات منعقد ہو رہا ہے

"مجالس کی سَو فیصد نمائندگی ہونی چاہیئے"

ارشاد سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ

الداعی :- صدر مجلس انصار اللہ بھارت۔ قادیان

ہفت روزہ بدر قادیان مورخہ ۲۹ ؍ستمبر ۱۹۹۴ء رجسٹرڈ نمبر پی/جی ڈی پی-۲۳

साप्ताहिक 'बद्र'
क़ादियान [पंजाब]

संपादक :-
मुनीर अहमद ख़ादिम
उप संपादक :-
मुहम्मद नसीम ख़ान

हिन्दी भाग वर्ष : 1 22 सितम्बर 1994 अंक : 3

क़ुर्आन शरीफ़

सबसे बड़ा अत्याचारी

अल्लाह तआला फ़र्माते है:

"और उस व्यक्ति से बढ़ कर अत्याचारी कौन हो सकता है जिस ने अल्लाह की मस्जिदों से लोगों को रोका कि उनमें उसका नाम न लिया जाए और उन्हें उजाड़ने के पीछे पड़ गया। इन लोगों के लिए उचित न था कि (मस्जिदों में प्रवेश करते, किन्तु (अल्लाह) से डरते हुए) उनके लिए संसार में भी अपमान है और आख़िरत (मरने के बाद) में भी बड़ा अज़ाब (निश्चित) है।"

(अल-बक़र : 115)

'दूसरे के लिए वही चीज़ पसन्द करो जो अपने लिए पसन्द करते हो'

फरमान हज़रत मुहम्मद सल्लल्लाहो अलैहे वसल्लम

"कोई व्यक्ति उस समय तक मोमिन (पक्का मुसलमान) नहीं हो सकता जब तक वह दूसरे के लिए भी वही चीज़ पसन्द न करे जो अपने लिए पसन्द करता है" अर्थात यदि अपने लिए वह सुख और भलाई का इच्छुक है तो दूसरे के लिए भी यही इच्छा करे।

इस्लाम धर्म समस्त धर्मों के पूजा-स्थलों का वैसा ही संरक्षक है जैसा कि मस्जिदों का संरक्षक हैं।

हज़रत मिर्ज़ा ग़ुलाम अहमद साहिब क़ादियानी अलैहिस्सलाम फर्माते हैं

"ख़ुदा फ़र्माता है कि सभी पूजा स्थलों का मैं ही संरक्षक हूं और इस्लाम का कर्त्तव्य है कि यदि किसी ईसाई देश पर अधिकार करे तो उनके पूजा स्थलों को कोई हानि न पहुंचाए और रोक दे कि उनके गिरजे ध्वस्त न किए जाएं और यही उपदेश हदीसों में भी मिलता है क्योंकि हदीसों से पता चलता है कि जब कोई मुस्लिम सेनापति किसी राष्ट्र के मुक़ाबले के लिए नियुक्त होता था तो उसको यही आदेश दिया जाता था कि वह ईसाईयों और यहूदियों के पूजा स्थलों और फ़क़ीरों और साधुओं के मठों को कोई हानि न पहुंचाएं। इससे स्पष्ट है कि इस्लाम किस प्रकार हठधर्मी के रास्तों से दूर है और वह ईसाईयों के गिरजा घरों और यहूदियों के पूजा स्थलों का वैसा ही संरक्षक है जैसा कि मस्जिदों का संरक्षक है।

(चश्मा-ए-मारिफ़त, पृष्ठ 393-394)

गुजरांवाला (पाकिस्तान) में अहमदियों की गिरफ्तारी। मौलवियों ने डिश ऐनटीना उतरवाने के लिए जलूस निकाला।

गुजरांवाला :- कच्ची पम्प वाली क्षेत्र में जुमअ 15 अप्रैल को नमाज़ जुमअ के पश्चात मौलवियों ने एक अहमदी के घर में डिश ऐनटीना उतरवाने के लिए एक जलूस निकाला जिस का नेतृत्व "सिपाहे सहाबा" के लीडर कर रहे थे। मौलवियों ने एक बृद्ध अहमदी अब्दुल लतीफ़ के घर पर चढ़कर डिश ऐनटीना उतार कर ★ एक ओर रख दिया इस घटना की फ़ोटो लेने की चेष्ठा की गई तो कैमरा छीन लिया गया। पुलिस ने किसी मौलवी को गिरफ़्तार नहीं किया तथा कारण बताए बिना 27 अहमदियों को गिरफ़्तार कर लिया।

मुस्लिम टैलीविज़न अहमदिय्या

अलहम्दोलिल्लाह इस वर्ष 7 जनवरी से जमाअत अहमदिय्या की तरफ़ से "मुस्लिम टैलीविज़न अहमदिय्या" के नाम से अन्तर्राष्ट्रीय प्रसारण सेवा स्थापित की गई है। जिसके द्वारा एशियाई देशों के लिए प्रति दिन बारह घण्टे के लिए तथा यूरोपीय देशों के लिए तीन घण्टे के इस्लामी शिक्षाओं पर आधारित प्रोग्राम दिखाए जा रहे हैं। पवित्र क़ुर्आन मजीद की 'तिलावत' तथा इसका भिन्न-भिन्न भाषाओं में अनुवाद, इसी प्रकार हदीस की ईमानवर्धक व्याखया तथा सैय्यदना हज़रत अक़दस मसीह मौऊद अलैहिस्सलातो वस्सलाम के अमूल्य वचन सारे विश्व के लिए प्रस्तुत किए जाते हैं।

इस टैलीविज़न की एक महत्तवपूर्ण बात यह है कि इमाम जमाअत अहमदिय्या का ख़ुत्बा जुमअ मस्जिद फ़ज़ल लन्दन से प्रसारित किया जाता हैं जो भारतीय समय के अनुसार सांय छः बजे सुना जा सकता हैं। इसी प्रकार प्रतिदिन "मुलाक़ात" प्रोग्राम भी मुस्लिम टैलीविज़न अहमदिय्या का एक मुख्य आकर्षण है। जिसमें इमाम जमाअत अहमदिय्या हज़रत मिर्ज़ा ताहिर अहमद साहिब दो दिन अंग्रेज़ी में धार्मिक, राजनीतिक तथा सामाजिक प्रश्नों के उत्तर देते हैं। दो दिन आप होमियोपैथी तथा इसकी औषधियों से सम्बन्धित अपने लम्बे अनुभव के प्रकाश में लाभप्रद वार्तालाप करते हैं। इसी प्रकार एक दिन आप बच्चों के धार्मिक प्रश्नों के उत्तर देते हैं तथा दो दिन अहमदिय्या जमाअत के विरोधियों के आरोपों के उत्तर देते हैं।

इसी प्रकार हज़रत अमीरुल मोमिनीन का इस टैलीविज़न के द्वारा विश्व की भाषाएं सिखाने का भी प्रोग्राम है। यह टैलीविज़न अपने विशेष रुप में विश्व के शोषित वर्ग के हित में भी आवाज़ उठाता है।

एक बहुत बड़ा लाभ अहमदिय्यों को इस टैलीविज़न द्वारा यह है कि हज़रत अमीरुलमोमिनीन अय्यदहुल्लाह जहां भी जाते हैं वहीं से आप के प्रोग्राम का सीधा प्रसारण मुस्लिम टैलीविज़न अहमदिय्या के द्वारा होता है। तथा जमाअत के लोगों को हुज़ूर के इरशादात तथा ख़िताबात को जानने के लिए पत्रों तथा समाचार पत्रों की प्रतीक्षा नहीं करनी पड़ती। मुस्लिम टैलीविज़न अहमदिय्या जो एशियाई देशों के लिए 103° पूर्व पर है। तथा जिसकी फ्रीक्वेंसी 3725 MHz है इस के कोणों तथा भिन्न-2 भाषाओं में किया जाने वाले अनुवाद की फ्रीक्वेंसी सम्बन्धी जानकारी समय-समय पर इस समाचार पत्र से हम प्रकाशित करते रहते हैं। पाठकों से निवेदन है कि वह मुस्लिम टैलीविज़न अहमदिय्या के प्रसारण से अधिकाधिक लाभ उठाएं।

(मुनीर अहमद ख़ादिम)

लेदर बैल्ट, बेग, जैकट व बैल्ट आदि के उत्तम निर्माता

★★

M/s निशा लेदर

★

19, ए जवाहरलाल नेहरु रोड, कलकत्ता-700081

'तौहीन-ए-रिसालत की धारा के अधीन विभिन्न जेलों में 122 अहमदी गिरफ्तार'

लन्दन में जमाअत अहमदिय्या की "प्रेस डेस्क" की रिपोर्ट के अनुसार इस समय तक 122 निर्दोष अहमदी 'तौहीन-ए-रिसालत' एक्ट 295 के अधीन पाकिस्तान की विभिन्न जेलों में गिरफ्तार हैं उनका दोष केवल यह है कि वे कलिमा तय्यबा और दुरुदशरीफ़ पर तन-मन से ईमान लाते हैं और उसी के अनुसार जीवन व्यतीत करते हैं।

सिक्किम के मुख्य मन्त्री को क़ुर्आन मजीद तथा इस्लामी साहित्य की पेशकश

जनाब फ़ारूक़ अहमद नासिर मुबल्लिग़ जमाअत अहमदिय्या सिक्किम की एक रिपोर्ट के अनुसार 15 जून, 1994 को गंगतोक में सिक्किम के मुख्य मन्त्री को क़ुर्आन मजीद के हिन्दी अनुवाद की प्रति तथा अन्य इस्लामी साहित्य उनके कार्यालय में पेश किया गया अब तक इस क्षेत्र में 24 सदस्य 'बेअत' करके (दीक्षित होकर) जमाअत अहमदिय्या में शामिल हो चुके हैं।

दोहे

—साबिर सिद्दीक़, रुड़की

जमाअत अहमदिय्या को बदनाम करने का अपवित्र प्रयत्न :

★ चांद के मुख पर थूके मुल्ला, अपना ही मुख गंदा हो।
अक़्ल के नाख़ुन ले रे मूर्ख, अब भी समय है बंदा हो॥

पाकिस्तान में इमाम जमाअत अहमदिय्या को गिरफ़्तार करने का विफल प्रयास :

★ पवन झकोरा काट सके जो किस से बनी ऐसी शमशीर।
ख़ुशबू किस से क़ैद हुई है, नूर ने कब पहनी ज़ंजीर॥

– मुल्ला से रहस्य विनोद –

★ नाम-ए-मुहम्मद पावन पारस, जिसको छू ले सोना हो।
तू मुल्ला वैसा का वैसा, खोट है तुझमें हो न हो॥

★ नाम-ए-ख़ुदा की फ़र्ज़ी क़समें, नाम-ए-नबी पर इतने झूठ।
लूट रहा बंदों को मुल्ला, डाल रहा बंदों में फूट॥

★ उन के मुख खुरचे कलिमा ? उनकी मस्जिद ढावे तू ?
जिन की हर धड़कन में मुहम्मद, सांस सांस में अल्लाहू॥

पाकिस्तान की राजधानी में अहमदिय्या मस्जिद को शहीद कर दिया गया !

लन्दन 16 सितम्बर (एम.टी.ए.) हज़रत मिर्ज़ा ताहिर अहमद साहिब, इमाम जमाअत अहमदिय्या ने आज यहां मस्जिद फ़ज़ल से प्रसारित होने वाले ख़ुतबा जुमअ में बताया कि पाकिस्तान की राजधानी में अहमदिय्या मस्जिद को वहां की सरकार और पुलिस के आदेश पर शहीद कर दिया गया है और इस प्रकार बाबरी मस्जिद के इतिहास को पाकिस्तान में दोहराया गया है। इस के नतीजे में बाबरी मस्जिद के गिराए जाने पर आंसू बहाने वाले★

तौहीन-ए-रिसालत के पाकिस्तानी क़ानून की धारा 295-C सरासर तौहीन-ए-इस्लाम है।

(हज़रत मिर्ज़ा ताहिर अहमद साहिब, इमाम जमाअत अहमदिय्या)

पाकिस्तान में तौहीन-ए-रिसालत (हज़रत मुहम्मद मुस्तफ़ा सल्लल्लाहो अलैहि वसल्लम का अपमान) के लिए जो दण्ड-विधान बनाए गए हैं उन पर हज़रत मिर्ज़ा ताहिर अहमद साहिब, इमाम जमाअत अहमदिय्या ने अपने ख़ुतबा जुमअ दिनांक 22 व 29 जुलाई, 94 में क़ुर्आन शरीफ़ और हदीस के संदर्भ से विस्तृत रुप में प्रकाश डाला था। इसी विषय को आगे बढ़ाते हुए हुज़ूर ने फ़र्माया कि बहुत से अज्ञानी मुफ्तियों ने क़ुर्आन शरीफ़ की वास्तविक शिक्षा से मुंह फेर कर कुछ मध्यकालीन धर्म-शास्त्रियों और हदीसों का संकलन करने वालों की ऐसी निराधार हदीसों जिनके अर्थ क़ुर्आन शरीफ़ की शिक्षा के सर्वथा विरुद्ध हैं पर विशवास करते हुए अपनी सोच और समझ के अनुसार अपने तौर पर इस्लाम की सेवा की परन्तु वस्तुतः उन्होंने इस्लाम को ऐसे भयानक रुप में पेश किया कि वह दुनिया पर विजयी नहीं हो सकता था। क्योंकि वह रुप मानवीय प्रकृति के विरुद्ध है और क़ुर्आन का दावा है कि उसकी शिक्षा स्वाभाविक है। अतः प्रत्येक शिक्षा जो अस्वाभाविक हो, वह कदापि इस्लाम की शिक्षा नहीं कहला सकती। यह एक ऐसा अटल आधारभूत और शाश्वत सिद्धांत है जिसमें आप कभी कोई परिवर्तन नहीं देखेंगे।

हुज़ूर ने फ़र्माया कि इस्लाम का जो रुप इन लोगों ने पेश किया है वह न केवल भयानक है अपितु उस को पेश करने वालों का अपना आचरण उसको झुठला रहा है। हुज़ूर ने पिछले ख़ुतबे में क़ुर्आन और हदीस के संदर्भ में बताया था कि इस्लाम के नाम पर जबर, अत्याचार, ज़बरदस्ती और किसी भी प्रकार की उद्दण्डता के लिए सज़ा (दण्ड) देने का कोई प्रावधान नहीं पेश किया गया है। परन्तु इन मुफ्तियों (धर्म विधानानुसार निर्णय देने वाले) ने यह फ़तवे दिए हैं कि कुफ्र (अल्लाह और इसके रसूल पर ईमान न लाना) का दण्ड मृत्यु है। जहां-जहां 'तौहीन-ए-रिसालत' के लिए मृत्यु दण्ड का फ़तवा दिया है वहां यह कहा गया है कि रसूल का अपमान करने वाला काफ़िर हो जाता है और काफ़िर होने का दण्ड केवल मृत्यु है, अतः ऐसे व्यक्ति को अवश्य क़त्ल किया जाएगा। हुज़ूर ने फ़र्माया कि प्रश्न यह उठता है कि इस्लाम कोई क्षेत्रीय धर्म है अथवा जातीय है या राष्ट्रीय है या समस्त भूलोक का धर्म है यदि समस्त भूलोक का धर्म है तो इसका फ़तवा हर देश में एक जैसा होना चाहिए। वह मुसलमान जो किसी ग़ैर-मुस्लिम सरकार के अधीन हो उनको कोई अधिकार नहीं कि वह इस्लाम की इस शिक्षा को सच्ची समझते हुए जहां उनका बस न चले, उस शिक्षा से फिर जाएं।

हुज़ूर ने फ़र्माया कि कुछ विद्वानों का कहना है कि 'रसूल के अपमान' के लिए मृत्यु दण्ड केवल हज़रत मुहम्मद मुस्तफ़ा सल्लल्लाहो अलैहि वसल्लम की मान-मर्यादा की सुरक्षा के लिए है दूसरा कोई नबी इसके अधीन नहीं आता। परन्तु क़ुर्आन इस विचार को रद्द करता है। बल्कि क़ुर्आन ने बार-बार यह आदेश दिया है कि अवतारों और पैग़म्बरों का अपमान करने वालों से दूर रहो, अल्लाह स्वयं अपमान करने वालों से निपटेगा।

★पाकिस्तानी अधिकारियों का असली चेहरा दुनिया के सामने आ गया है।

हुज़ूर ने बताया कि मस्जिद के साथ वाली सारी इमारतें भी गिरा दी गई हैं और इस खुशी में आज पाकिस्तान की 'अहरारी' मस्जिद में जशन मनाया जा रहा है। इसके विपरीत भारत में जब बाबरी मस्जिद गिराई गई तो सरकार और प्रैस ने इसकी निंदा की परन्तु पाकिस्तानी सरकार और वहां के 'उलमा' को यह तौफ़ीक़ नसीब नहीं हुई। इसी लिए आंहज़रत सल्लल्लाहो अलैहि वसल्लम ने इस युग के 'उलमा' को निकृष्टतम जीव कहा है। हुज़ूर ने सारी दुनिया के अहमदियों विशेषकर रावलपिंडी के अहमदियों को कहा है कि वे संयम से काम लें और दुआएं करें।

प्रकाशक : मुनीर अहमद हाफ़िज़ाबादी